تعمیرِ حیات لکھنؤ

پندرہ روزہ

شعبۂ تعمیر و ترقی
دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ایڈیٹر سید محمد الحسنی
معاون سعید الاعظمی ندوی

۱۱ شوال ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۶۴ ع

مراکش کی ایک خوبصورت عمارت

یورپ جانیوالوں کے نام ص ۳
نیا نصاب تعلیم ص - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶

سالانہ چندہ ۵ روپئے

فی پرچہ ۲۵ پیسے

TAMEER-E-HAYAT

DARULULOOM NADWATULULAMA LUCKNOW (INDIA)

دار العلوم ندوۃ العلماء کا تیار کردہ نصاب

قصص النبیین للاطفال (عربی)

از: مولانا ابو الحسن علی ندوی

اس کتاب میں ایک طرف زبان کی تعلیم کے جدید اصول اور ماہرین تعلیم و نفسیات کے تجربات کا اسطرح لحاظ رکھا گیا ہے کہ یہ کتاب عربی زبان کی تعلیم کا بہترین اور سہل ترین ذریعہ بنگئی ہے، دوسری طرف انبیاء علیہم السلام کے واقعات اور قصوں کو اس پیرایہ اسلوب میں پیش کیا گیا ہے کہ اسلام کے بنیادی اصول خود بخود طلباء کے ذہن نشین ہوتے چلے جاتے ہیں، اس سلسلہ کو ممالک عربیہ میں بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھا گیا ہے!

قیمت حصہ اول ۵۰/، حصہ دوم ۷۵/ حصہ سوم ۱/۷۵

تمرین الصرف و تمرین النحو

جب ہمارے مدارس میں کم عمر کے طلبہ داخل ہونے لگے ہیں، پڑھانیوالوں کو اسکا احساس ہونے لگا ہے کہ صرف و نحو کی پرانی کتابیں انکے سن و سال، ذہن و طبیعت کیساتھ مناسبت نہیں رکھتیں، دار العلوم نے اسی بات کے پیش نظر بچوں کیلئے صرف و نحو کا نیا نصاب تیار کرنیکا کام شروع کردیا ہے اور اسکی دو کتابیں تمرین الصرف و تمرین النحو طبع ہوچکی ہیں، یہ نصاب دار العلوم کے فضلاء، مولانا محمد مصطفےٰ ندوی، مولانا عبد الماجد ندوی، مولانا معین اللہ ندوی نے مرتب کیا ہے۔ قیمت بالترتیب ۱۲ ، ۱۲

منثورات

از: مولانا محمد رابع ندوی

اس کتاب میں مصنف نے ان جاندار ٹکڑوں کا انتخاب کیا ہے جو زبان کے محاسن، ورکلام کی بلاغت کیساتھ دینی و اخلاقی تربیت کا کام بھی دے سکتے ہیں اور اسلامی جذبات پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوسکتے ہیں، سیرت نبوی، تاریخ اسلام اور مستند و صاحب طرز انشاء پردازوں کی نثر کے نمونے پیش کئے گئے ہیں جو عربی زبان و ادب کی بہترین نمائندگی کرتے ہیں نثر قدیم کے ساتھ نثر جدید اور نظم قدیم بھی شامل ہے، مدارس عربیہ کی بڑی تعداد نے داخل نصاب کیا ہے۔

قیمت ۳ر

مختارات

از: مولانا ابو الحسن علی ندوی

یہ کتاب عربی کی متوسط اور اعلیٰ دونوں جماعتوں کے نصاب میں داخل کرنیکے لائق ہے اپنی خصوصیات کے لحاظ سے اس وقت تک ادب عربی کی کوئی کتاب اس کا بدل نہیں بلکہ یہ دوسری کتابوں کا نعم البدل ہے، مدارس عربیہ کی بڑی تعداد کے علاوہ لکھنؤ، علیگڈھ کلکتہ، پنجاب اور مدراس یونیورسٹیوں اور بہت سے کالجوں میں داخل نصاب ہے، شام کے کالجوں میں بھی داخل نصاب ہے۔

قیمت حصہ اول ۱۲ حصہ دوم ۱۲

ESTD. 1903

قدرتی تیل

جوڑوں کے درد، زخم، چوٹ، موچ، کٹنے، جلنے میں مفید ہے

کارخانہ دار الصحت مئوناتھ بھنجن یوپی

Cover Priuted by S. M. HASANI [illegible] Nadwa Press & Shahi Pr[illegible], LUCKNOW.

مجلس مشاورت

مولانا محمد اویس ندوی، شیخ التفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء

مولانا محمد اسحاق ندوی، استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء

مولانا ابو العرفان ندوی، قائمقام مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء

مولانا معین اللہ ندوی، ناظر شعبہ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء

مولانا محمد رابع ندوی، ادیب اول دار العلوم ندوۃ العلماء

سالانہ ۵ روپے ششماہی ۳ روپے | فی کاپی ۵ نئے پیسے | ممالک غیر کے لیے ایک پونڈ (انگریزی)

ترسیل زر و انتظامی امور کے لیے پتہ

منیجر "تعمیر حیات" شعبہ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مضامین وغیرہ کے لئے خط و کتابت اس پتہ پر کی جائے

ایڈیٹر "تعمیر حیات" شعبہ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

قابل توجہ

تعمیر حیات کی قیمت لاگت سے بہت کم رکھی گئی ہے
تاکہ زیادہ سے زیادہ حضرات مستفید ہو سکیں،
اس لئے
اہل استطاعت حضرات سے پُر زور گزارش ہے کہ حسب ذیل مدات میں
عطیات عطا فرما کر دینی لٹریچر کی نشر و اشاعت اور ادارہ کی
اعانت میں حصہ لیں!

معاونین خصوصی سے	200 - 00
معاونین سے	100 - 00 / 50 - 00
اعزازی خریداران سے	25 - 00

مدرسہ کیا ہے؟

مدرسہ سب سے بڑی کار گاہ ہے جہاں آدم گری اور مردم سازی کا کام ہوتا ہے، جہاں دین کے داعی اور اسلام کے سپاہی تیار ہوتے ہیں۔ مدرسہ عالم اسلام کا بجلی گھر (پاور ہاؤس) ہے جہاں سے اسلامی آبادی بلکہ انسانی آبادی میں بھی تعلیم ہوتی ہے مدرسہ وہ کارخانہ ہے جہاں قلب و نگاہ ذہن و دماغ ڈھلتے ہیں مدرسہ وہ مقام ہے جہاں سے پوری کائنات کا احتساب ہوتا ہے اور پوری انسانی زندگی کی نگرانی کیجاتی ہے، جہاں کا فرمان پورے عالم پر نافذ ہے عالم کا فرمان اسپر نافذ نہیں۔ مدرسہ کا تعلق کسی تقویم یا کسی تمدن، کسی عہدہ کسی کلچر اور زبان و ادب سے نہیں کہ اسکی [illegible] کا شبہ اور اسکے زوال کا خطرہ ہو۔ اسکا تعلق براہ راست اُمت محمدی سے ہے جو عالمگیر بھی ہے اور زندہ جاوید بھی، اسکا تعلق اس انسانیت سے ہے جو ہر دم جوان ہے، اس زندگی سے ہے جو ہمہ وقت رواں دواں ہے۔ مدرسہ در حقیقت قدیم جدید کی بحثوں سے بالاتر ہے۔ وہ تو ایسی جگہ ہے جہاں نبوت محمدی کی ابدیت اور زندگی کا نمو اور حرکت دونوں پائے جاتے ہیں۔

اسکا ایک سرا نبوت محمدی سے ملا ہوا ہے دوسرا سرا اس زندگی سے وہ نبوت محمدی کے چشمۂ حیوان سے پانی لیتا ہے۔ اور زندگی کی ان کشت زاروں میں ڈالتا ہے وہ اپنا کام چھوڑدے تو زندگی کے کھیت سوکھ جائیں اور انسانیت مرجھانے لگے۔ نہ نبوت محمدی کا دریا پایاب ہونیوالا ہے نہ انسانیت کی پیاس بجھنے والی ہے نہ نبوت محمدی کے چشمۂ فیض سے بخل و انکار ہے نہ انسانیت کے کاسۂ گدائی کی طرف سے استغنا کا اظہار، ادھر سے «انما انا قاسم واللہ یعطی» کی صدائے مکرر تو ادھر سے «ھل من مزید ھل من مزید» کی فغاں مسلسل۔

مولانا ابو الحسن علی الحسنی الندوی

پاکستان میں چندہ جمع کرنیکا پتہ
حکیم نصیر الدین صاحب ندوی نظامی دوا خانہ
فریر روڈ کراچی

پندرہ روزہ **تعمیر حیات** لکھنؤ

شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

جلد ۱۳ | مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۶۴ء - ۱۱ شوال المکرم ۱۳۸۳ھ | شمارہ ۸

اس شمارے میں

دار العلوم کا نصاب تعلیم ... ... ایڈیٹر
پیام قرآن ... ... مولانا محمد اویس ندوی نگرامی
یورپ جانے والوں کے نام ... ... مولانا سید ابو الحسن علی ندوی
علامہ سید سلیمان ندوی بحیثیت ایڈیٹر ... ... مولانا عبد الماجد دریابادی
اسلامی نظام تناسب و اعتدال ... ... محمد اسلم ندوی
مناجات ... ... امۃ اللہ تسنیم
بحضور سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام ... ... حمید صدیقی لکھنوی
انگوٹھی پر حضرتؐ کا ایک مختصر خطبہ ... ... حبیب الرحمن ندوی
ندوۃ العلماء منزل بہ منزل ... ...
تھوڑی دیر اہل حق کے ساتھ ... ... محمد یونس نگرامی
اسلام میں زکوٰۃ کا نظم و نسق ... ... تسنیم الحسن ندوی
اریٹریا — ایک اسلامی ملک ... ... سید الاعظمی ندوی
اسلام میں پہلی نرس ... ... محمد منصور خان بھوپالی
علامہ شبلی نعمانی ... ...
کوائف دار العلوم ... ... افتخار حسین قدوائی ناظم دار العلوم
نصاب تعلیم ... ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دار العلوم کا نصاب تعلیم

زندگی تغیر پذیر ہے اس کے مسائل بدلتے رہتے ہیں۔ پرانے فتنوں کی جگہ نئے فتنے لے لیتے ہیں۔ قدیم زبان کی جگہ جدید زبان اور اسالیب بیان آجاتے ہیں، لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے ان ہی کی زبان میں بات کرنی پڑتی ہے اور ان کی ذہنی سطح اور ذہنی معیار کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم

لیکن اسلام کے ابدی حقائق اس کے مسلمات و عقائد اس کے احکام و قوانین اور اس کی روح و مزاج میں ایک شوشہ اور ایک ذرہ کی تبدیلی کے بغیر۔

ندوۃ العلماء اسی اصول پر کاربند ہے اور اس نے اپنے نصاب تعلیم میں اس قسم کی ضروری تبدیلیاں ہمیشہ کی ہیں اور اس زمانہ میں کی ہیں جب کہ بدعت اور تحریف اور بغاوت کے مرادف سمجھا جاتا تھا۔

۲۵ نومبر ۱۹۶۳ء کے تعمیر حیات میں مولانا سید ابو الحسن علی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کی ایک اہم تقریر شائع کی گئی تھی جو مولانا نے جلسہ انتظامیہ میں کی تھی اور جس میں ندوہ کے نصاب میں بعض اہم تغیرات کی طرف واضح الفاظ میں اشارہ کیا گیا تھا۔

اس جدید نصاب کی تشکیل کے لئے اسی وقت ایک کمیٹی کی تشکیل کردی گئی تھی جس نے بہت مستعدی اور بیدار مغزی کے ساتھ اپنا کام انجام دیا اور بہت جلد نیا نصاب تعلیم تیار کرلیا۔ اس نصاب میں سب سے اہم اور خاص بات یہ ہے کہ اس میں انگریزی اور بعض اہم علوم مثلاً جغرافیہ، سائنس وغیرہ کو ابتدا میں اس طرح شامل کیا گیا ہے کہ فراغت کے وقت طالب علم میں انگریزی کی وہ لیاقت پیدا ہوسکے جو کالج و یونیورسٹی کے معیار سے کم نہ ہو۔ سب سے اہم تغیر یا اضافہ یہی ہے۔ عربی و دینیات کے نصاب میں معمولی تغیر کافی سمجھا گیا۔ درجات کی ترتیب و تنظیم بھی اسی روشنی میں کی گئی ہے۔

سب سے اہم بات جو ہمیں اس موقع پر ملحوظ رکھنی ہے وہ یہ کہ انگریزی اور عصری علوم کے اس زبردست اضافہ کے ساتھ ہمیں اپنے طلبہ کی دینی و روحانی تربیت اور فکری حفاظت کا پہلے سے زیادہ اہتمام کرنا ہوگا۔ دینیات میں یقیناً کوئی کمی نہیں کی گئی ہے بلکہ اسے اور مستحکم کردیا گیا ہے۔ پھر بھی ان مذکورہ بالا تغیرات کے پیش نظر روحانی تربیت اور غذا کی ضرورت و اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے اور اس میں جس قدر اہتمام اور توجہ کی جاسکے وہ ہمیں کرنی چاہئے۔

دوسری چیز اس نصاب کی عملی تطبیق ہے۔ کوئی تبدیلی اچانک مسلط نہیں کی جاسکتی ابتدا سے طلبہ کو اس کا عادی بنانا ہوگا اور بتدریج کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہوگی ساتھ ہی ہماری کوشش یہ ہوگی کہ جس قدر کم مدت میں ممکن ہوسکے اس نصاب کی مکمل تنفیذ ہو جائے اور اس کے ثمرات و نتائج ظاہر ہونے لگیں۔

ندوہ کی ستر سالہ تاریخ میں یہ ایک بڑا جرأتمندانہ قدم ہے۔ اور بہت اہمیت اور نزاکت رکھتا ہے لیکن یہ وہ اہم تبدیلی ہے جسکو آج سے بہت پہلے عمل میں آنا چاہئے تھا۔ مسرت کا مقام ہے کہ یہ نصاب اس دور میں نافذ ہو رہا ہے جو دینی خدمات دینی روح اور دینی دعوت کی عمومیت و ترقی کے لحاظ سے ندوۃ العلماء کا تابناک دور ہے اور جس میں علم و مطالعہ اور درس و تدریس کے ساتھ دینی تربیت، دینی عملی درس اور روحانی غذا کا بھی انتظام ہے اور اس میں اضافہ کی ضرورت و اہمیت کا پورا احساس ہے

قرآن کا پیغام

از مولانا محمد اویس نگرامی ندوی

یا ایھا الذین آمنوا اصبروا و صابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون	اے ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور لگے رہو اور ڈرتے رہو، اللہ سے تاکہ تم اپنی مراد کو پہونچو

(آل عمران)

اس آیت میں اللہ تبارک تعالےٰ نے مسلمانوں کو چار چیزوں کی ہدایت فرمائی ہے اور آخر میں ان چاروں نصیحتوں پر عمل کرنے کے بہترین نتیجہ کی خوشخبری سنائی ہے۔

تحصیل مقصد کے ان ارکان اربعہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی مقصود کو پانے کے لئے انسان کو کن منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ محض تمنا اور آرزو مقصد میں کامیابی کے کافی نہیں ہوا کرتی ہے۔

(۱) اس آیت کا پہلا حکم یہ ہے:۔

یا ایھا الذین امنوا اصبروا	اے ایمان والو صبر کرو۔

عام طور پر صبر کا مطلب صرف یہ لیا جاتا ہے کہ مصیبتوں اور پریشانیوں کے موقع پر جزع و فزع نہ ہو اور بے کلی اور بے چینی کا اظہار نہ ہو۔ حالانکہ یہ صبر کی ایک قسم ہے صبر تو عربی زبان میں روکنے اور سہارنے کو کہتے ہیں۔ تحمل و برداشت کی یہ قوت صحیح مواقع پر استعمال کی جائے اس کو صبر کہیں گے۔

مثلاً خطرناک خواہشات نفسانی سے اپنے کو روکنا صبر ہے اور اسی کا نام عفت ہے زندگی کے غیر ضروری ساز و سامان سے بے رغبتی صبر ہے اور اسی کا نام زہد ہے غیظ و غضب پر قابو پانا صبر ہے اور اس کا نام حلم ہے۔ مصیبت کے موقع سے بھاگنے کی خواہش کو دبانا صبر ہے اور اس کا نام شجاعت ہے۔ انتقام کی خواہش سے باز رہنا صبر ہے اور اس کا نام عفو ہے۔ بخل کے جذبات کو دبانا صبر ہے اور اس کا نام سخاوت ہے۔ اسی پر دوسری چیزوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ درحقیقت بقول حافظ ابن قیمؒ دین کے تمام مقامات کا تعلق صبر سے ہے[1]۔

محدث ابن کثیرؒ نے خوب فرمایا کہ

(۱) گناہوں کو چھوڑنا بھی صبر ہے۔

(۲) طاعات پر عمل کرنا بھی صبر ہے۔

(۳) اسی طرح مصیبتوں کو برداشت کرنا بھی صبر ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج اول ص ۱۵۶)

انسان کے سامنے عیش و عشرت کے دروازے کھلے ہوئے ہوں۔ مال و متاع کے ڈھیر لگے ہوں۔ منصب و جاہ ہاتھ باندھے کھڑی ہو لیکن راحت اور تسکین کے یہ تمام مواقع جائز نہیں ناجائز ہوں۔ راحت و آرام کے ان وسائل پر ناجائز ہونے کے خیال سے انسان ان سے منہ موڑ لے اور ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے یہ صبر ہے اس لئے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرمایا کرتے تھے[2] کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کنویں کے اندر ڈالے جانے پر صبر کیا اور باپ کی جدائی پر صبر کیا اور اپنے فروخت ہونے پر صبر کیا لیکن ان کے لئے ان تمام مواقع سے زیادہ اہم صبر کا وہ موقع تھا جبکہ انھوں نے عزیز مصرؔ کی بیوی کی دعوت معصیت کے مقابلہ میں صبر اختیار فرمایا۔

عزیز مصر کی بیوی کی یہ دعوت صرف معصیت کی نہیں بلکہ نتیجہ کے اعتبار سے عیش و تنعم کی دعوت تھی، سکون اور فارغ البالی کی دعوت تھی۔ زنداں خانہ کے بجائے محلوں میں رہنے کی دعوت تھی مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے قبول نہیں فرمایا صبر کی کیسی عجیب مثال تھی؟

اس طرح تن آسانی اور نفس پروری کے جذبات کو دبا کر میدان عمل میں آجانا اور احکام شرعیہ کو بجا لانا بھی صبر کی اعلیٰ قسم ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ کا ارشاد ہے "یہ صبر گناہوں سے بچنے والے صبر سے زیادہ کامل اور افضل ہے[3]۔ محدث ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ صبر مقصود اعظم ہے[4]۔

(۳) صبر کی تیسری قسم یہ ہے کہ مصائب و حوادث کو برداشت کیا جائے۔ اللہ تعالےٰ کی دوسری نعمتوں کو یاد کیا جائے اس مصیبت کے اجر کو نگاہوں کے سامنے لایا جائے اور حق تعالیٰ کی شان میں شکوہ و شکایت سے پرہیز کیا جائے۔

۔۲ آیت کا دوسرا حکم ہے۔

وصابروا	اور مقابلہ میں مضبوط رہو

قرآن مجید نے "صابروا" کا عجیب جامع لفظ استعمال فرمایا ہے ۔۔۔ مقابلہ میں مضبوط رہنے کا حکم تو دیا ہے مگر مقابلہ کی کوئی صورت متعین نہیں فرمائی ہے اس جامعیت کا فائدہ یہ ہے کہ مخالف جس سمت سے بھی اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہونچانا چاہے ہم کو حکم ہے کہ مضبوطی سے اس کا مقابلہ کریں۔ ہو سکتا ہے کہ دشمن اسلام یا مسلمانوں کو زیر کرنے کے لئے جنگ کا سامان کریں یا مسائل دینیہ پر حملہ کریں اسلامی تہذیب کو برباد کرنے اور مسلمانوں کے اندر افتراق پیدا کرنے کی کوشش کریں غرض جو صورت بھی ہو تم کو پامردی کے ساتھ مقابلہ میں جمنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دیں امام رازیؒ نے صراحتہً اس مفہوم کو اپنی تفسیر میں لکھ دیا ارشاد فرمایا۔

"مصابرہ" میں جہاد اور اسی طرح اہل باطل کے شکوک و شبہات کا ازالہ بھی داخل ہے"

"صابروا" کا مطلب اہل تفسیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اہل باطل، باطل کے سلسلہ میں جو زحمتیں برداشت کرتے ہیں تم حق کے بارے میں مشقتوں کو برداشت کرنے میں کم نہ رہو[1]۔

آج دنیا میں علم عمل تہذیب اخلاق اور معاملات غرض ہر شعبہ زندگی میں خدا سے بے تعلقی کا رجحان کس قدر بڑھ رہا ہے اور چونکہ حقیقتہً ان تمام امور میں خداوندی ہدایات کا صحیح حامل اسلام ہی ہے اس لئے ان تمام حملوں کی زد براہ راست اسلام ہی پر پڑتی ہے اس اسلام دشمنی کے ساتھ ہی مسلمان دشمنی کا جذبہ بھی پوری طرح بیدار ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اہل باطل جس عزم و ارادہ اور قوت کے ساتھ باطل کی حمایت میں سرگرم عمل ہیں، کیا ہم حق کی حمایت میں کسی طرح بھی ان سے پیچھے رہ جائیں باطل کی راہ میں لوگ جو پریشانیاں اٹھائیں کیا ہم صداقت کی راہ میں ان مصائب کو نہیں برداشت کر سکتے ہیں۔ ظاہری مشکلات مادی پریشانیاں اور وقتی مصیبتیں ہم کو مایوس اور پست ہمت نہ بنا دیں بلکہ اسلام کی حمایت اور مسلمانوں کی خیرخواہی کے لیے ہم کو پورے استقلال اور پامردی کے ساتھ میدان عمل میں جمنا چاہئے۔ "صابروا" کا یہی مفہوم ہے۔

۔۳ آیت کا تیسرا حکم ہے۔

ورابطوا	اور لگے رہو

ربط عربی زبان میں باندھنے کو کہتے ہیں۔ مرابطان لوگوں کو کہتے ہیں جو تحفظ اور دشمنوں کے حملوں کا جواب دینے کے لئے ہر وقت سرحدوں پر تیار رہتے ہیں۔

قرآن مجید نے اس آیت کے پہلے ٹکڑے میں مسلمانوں کو صبر و ثبات کا حکم دیا۔ (بقیہ ص ۱۱ پر دیکھئے)

[1] عدۃ الصابرین ص ۱۵

[1] مدارج السالکین ص ۸۰۰۸۰ ج ۲ [2] ایضاً ص ۸۰ ج ۲ [3] تفسیر اول ص ۱۹۶

[1] روح المعانی اول ص ۵۷

یورپ جانے والوں کے نام

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مولانا سید ابو علی ندوی نے جنیوا سے روانگی سے کچھ قبل یورپ کے مسلم طلبہ کے لئے ایک خط لکھا تھا جو بہت سے قیمتی اور کلیدی امور پر مشتمل تھا۔ یہ خط عربی میں تھا۔ "المسلمون" نے اس کو شائع کرتے ہوئے حسب ذیل نوٹ لکھا ہے:۔

پروگرام یہ تھا کہ مولانا یورپ کے مختلف شہروں کی دعوت منظور کرتے ہوئے ان سب مقامات کا دورہ کر سکیں گے لیکن انگلستان اور اسپین کے دورہ کے بعد ان کو اس کی فرصت ہی نہ مل سکی۔ "المسلمون" نے یہ خط دراصل اسی دورہ کی قائم مقامی کے لئے مولانا سے لکھوایا ہے۔

یورپ کے جن بھائیوں نے مولانا کو اپنے یہاں آنے کی دعوت دی تھی ان کو ہم یہ خوشخبری سناتے ہیں کہ مولانا انشاء اللہ ہر سال یورپ تشریف لائیں گے۔ انھوں نے اس کا وعدہ کر لیا ہے اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس وعدہ کے ایفا کے سب اسباب مہیا کرے اور مولانا کی مدد فرمائے"

میرے عزیز بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں اللہ تعالےٰ سے آپ کے لئے ہر قسم کی توفیق ثابت قدمی اور استقامت کی دعا کرتا ہوں مجھے بہت افسوس ہے کہ میں ان شہروں تک نہ جا سکا جہاں آپ لوگ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یورپ میں میرے قیام کی مدت بہت مختصر تھی اور بہت سی ایسی ذمہ داریاں اور مشاغل میرے سامنے تھے جن کی وجہ سے مجھے جلد واپس ہونا تھا مجھے اس کا شدید احساس ہے کہ میرے قلم کو میرے قدم کی نیابت کرنی پڑ رہی ہے اس لئے کہ بلاغت اور حسن تعبیر کی جتنی بھی طاقت قلم کو حاصل ہو وہ راہ خدا میں انسان کے قدموں اور اللہ تعالےٰ کے لئے بھائیوں سے ملاقات کے برابر نہیں ہو سکتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں تقرب کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور جیسا کہ احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے، اللہ تعالےٰ فرشتوں میں اس کا اظہار فرماتا ہے اور اس پر فخر فرماتا ہے۔

میرے بھائیو! اس موقع پر میں آپ کو صرف دو باتوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور اس کے علاوہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

سب سے پہلی چیز اللہ تعالیٰ کے احکام و اوامر کی تعمیل کا پختہ عزم اور اس کے حدود و منہیات سے اجتناب ہے صحیحین میں ہے کہ "حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہات ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے جس نے شبہات سے دامن بچایا اس نے اپنے دین و آبرو کی حفاظت کر لی، اور جو شبہات میں پڑا وہ حرام میں گرفتار ہوا۔ اس داعی کی طرح جو کسی مخصوص سبزہ گاہ کے گرد اپنے جانور چرا رہا ہو اور اس کا اندیشہ ہو کہ وہ اس میں داخل ہو جائے، خبردار رہو ہر بادشاہ کے لئے ایک مخصوص چراگاہ ہوتی ہے یاد رکھو کہ خدا کی مخصوص چراگاہ اس کے محرمات ہیں۔

اس بہترین نبوی وصیت پر عمل ایک ایسے ماحول میں اور زیادہ ضروری ہے جو شبہات اور شہوات سے گھری ہوئی ہو اور جہاں قدم قدم پر پھسلنے کا خطرہ اور سخت آزمائش کا سامنا بہ نسبت اس ماحول کے جہاں اسلام اور اس کے احکام پر عمل کرنا آسان ہو اور اس میں بہت سے اسباب و عوامل سے مدد مل رہی ہو کسی نوجوان مسلمان کے لئے جو یورپ میں مقیم ہو اس حکیمانہ وصیت و نصیحت سے چارہ کار نہیں جو ایک ایسے نبی کی نصیحت ہے جس کے متعلق ارشاد باری ہے۔

عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم

ان احکام و اوامر میں نماز کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں اس لئے کہ حفاظت اور اللہ تعالیٰ اور بندہ کے تعلق کو استوار کرنے میں اس میں جتنی تاثیر اور قدرت ہے وہ کسی اور حکم شرعی یا کسی اور فرض میں نظر نہیں آتی ان الصلاۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر۔ بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے (حضرت عمر بن الخطاب اپنے عمال کو جو سرحدوں اور خطرناک مقامات پر متعین ہوتے تھے۔ یہ نصیحت فرماتے تھے کہ میرے نزدیک تمھارے لئے سب سے اہم بات نماز ہے۔ جس نے اس کی پابندی و محافظت کی اس نے دین کی حفاظت کی اور جس نے اس کو ترک کر دیا تو وہ اس کے علاوہ دوسری چیزوں کو اور زیادہ چھوڑ دے گا (او کما قال رضی اللہ عنہ)

دوسری بات میرے نوجوان بھائیو یہ ہے کہ آپ کا رابطہ مرکز اسلامی (جنیوا) سے مضبوط ہونا چاہیئے۔ اس دور دراز ملک اور سخت ماحول میں ایک ایسے مرکز کے بغیر جس سے آپ روحانی قوت اور اعتماد و یقین حاصل کر سکیں۔ آپ کا وجود آپ کا دین و اخلاق اور اسلامی شخصیت خطرہ میں ہے (حدیث شریف میں آیا ہے۔

وانما یاکل الذئب من الغنم القاصیۃ (بھیڑیا بکریوں میں سے جو بکری دور ہو جاتی ہے اس کا شکار کرتا ہے) ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے قوت اور اعتماد حاصل کرتا ہے۔ اس مرکز کا وجود باوجود ان مشکلات کے جو اسکی راہ میں پیش آرہی ہیں (درحقیقت مسلمانوں کی جماعت کے قائمقام ہے اور اس میں جتنی تاثیر اور قوت ہے وہ کسی فرد میں خواہ وہ صلاح و استقامت اور قوت ارادی میں بہت فائق ہی کیوں نہ ہو نہیں ہو سکتی یورپ میں جو مسلمان آبادی مقیم ہے اس کے لئے خدا کا خاص کرم اور فضل ہے ہم سب پر واجب ہے کہ ہم اس سے نفع اٹھائیں اور برابر اس سے تعلق قائم رکھیں اور بار بار یہاں آتے رہیں یہاں تک کہ ایمان و روحانیت کی فضا اس ماحول پر محیط ہو جائے اور آنے والا یہ محسوس کر سکے کہ وہ یہاں اپنے روح کے خلا کو پر کر سکتا ہے اور زاد سفر لے سکتا ہے۔ وہ یہاں کچھ عرصہ رہے پھر اپنی تعلیم گاہ یا اپنے مرکز اور جائے قیام پر اس حال میں واپس جائے گا اس کا ایمان زیادہ قوی، اس کے جذبات زیادہ پاکیزہ اور اس کا دل زیادہ پر جوش ہو۔ اس میں کسی شخص کی انفرادی صلاحیت کو دخل نہیں۔ یہ تو خدا کا کرم اور اس کی برکت ہے جو متحد دلوں پر آسمان سے نازل ہوتی ہے اور وہ سکینت ہے جو ذکر دعوت اور نصیحت کی مجالس پر سایہ افگن ہوتی ہے۔ جنیوا میں یہ میری آخری ساعتیں ہیں اس موقع پر میں آپ کو لمبی چوڑی نصیحتیں کرنا نہیں چاہتا۔ دو نصیحتیں جو اوپر گزریں انشاء اللہ آپ کے دین و اخلاق کی حفاظت کے لئے اس سرکش اور مادہ پرستانہ ماحول میں کافی ہیں آپ کے دین، آپ کی امانت اور آپ کے انجام کو میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اللہ نے چاہا تو ہماری پھر ملاقات ہوگی۔

آپ کا دینی بھائی

ابوالحسن علی ندوی

علامہ سید سلیمان ندوی ایڈیٹر کی حیثیت سے

(۱)

از مولانا عبدالماجد دریابادی

سید صاحب اخباروں اور رسالوں میں مضمون نگاری تو سالہا سال قبل سے کر رہے تھے بلکہ خود ماہنامہ الندوہ میں انکے مقالے مدت سے نکل رہے تھے لیکن انکی باضابطہ نائب ایڈیٹری انکے ہاتھ میں ۱۹۱۰ء میں آئی جب وہ اپنی عمر کے ۲۶ ویں سال میں تھے ماہناموں کی ایڈیٹری کا معیار یوں بھی روزناموں کی ایڈیٹری سے بہت مختلف ہے۔ اور پھر الندوہ تو ماہناموں میں بھی ایک مستقل و ممتاز انفرادیت کا مالک تھا۔ اسکی ادارت صحافت تو برائے نام ہی تھی اصل میں ایک شعبہ تصنیف و تالیف کا تھا۔

الندوہ کے اصل ایڈیٹر مولانا شبلی نعمانی تھے گو رسالہ کے سرورق پر ایک دوسرا نام مولانا محمد حبیب الرحمن خاں شروانی کا بھی لکھا رہتا تھا۔ (شروانی کا وزن قافیہ نعمانی کے ساتھ بالکل ظاہر ہے) یہ الندوہ ایک نیم علمی نیم مذہبی پرچہ تھا۔ بلکہ زیادہ صحیح یہ کہنا ہوگا کہ تین چوتھائی علمی اور صرف ایک چوتھائی دینی اسی لئے کہ اس کے جو مذہبی مضمون ہوتے تھے وہ بھی تاریخی فلسفیانہ، تمدنی غرض کوئی نہ کوئی علمی ہی رنگ لئے ہوتے تھے۔ اور مولانا شبلی کا معیار عصری تقاضوں کو دیکھتے ہوئے اچھا خاصہ اونچا تھا۔ اسی لئے ہما شما کی ہمت ہی اس میں مقالہ نگاری کی نہیں پڑتی تھی۔ بلند پایہ مقالوں کے علاوہ اس میں کچھ حصہ مسلمانوں کے مذاق کی علمی خبروں کا ہوتا تھا۔ کبھی کسی کتاب پر ریویو یا تبصرہ اور کبھی مقاصد ندوہ کا تذکرہ ۔۔۔ مولانا شبلی کی مصروفیت پہلے بھی کچھ کم نہ تھی ۱۹۱۰ء جب آیا تو اس نے اس میں اور اضافہ پایا دارالعلوم کی معتمدی کے علاوہ اسوقت ایک طرف وہ قانون وقف علی الاولاد کے مرتب اور گورنمنٹ سے منظور کرانے میں سخت جدوجہد میں لگے ہوئے تھے دوسری طرف شعر العجم جلد ۲ کی تالیف کے ساتھ ساتھ وہ مصر کے مشہور عیسائی مورخ و اہل قلم جرجی زیدان کے التمدن الاسلامی کا رد عربی زبان میں لکھ رہے تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سیرۃ النبی کی عظیم الشان تصنیف کا بھی بیڑا اٹھا چکے تھے۔ الندوہ کی مالی حالت الگ قوم و ملت کی بدمذاقی اور ناقدر شناسی کی شکار ہو رہی تھی۔

ان حالات نے اسے ناگزیر کر دیا کہ الندوہ کی ادارت کے لئے وہ کسی ایسے نائب کو رکھیں جو پرچے کا معیار پست کئے بغیر اس کے لئے پورا وقت نکال سکے اور اس کے لئے انتخاب سید سلیمان جیسے شاگرد رشید سے زیادہ موزوں کس کا ہو سکتا تھا چنانچہ سال کے دو چار مہینہ تو لشتم پشتم چل گئے۔ مئی ۱۹۱۰ء کا پہلا پرچہ تھا جو سید صاحب کی نائب ایڈیٹری میں نکلا اور موصوف کا نام پہلی بار رسالہ کے سرورق پر بطور نائب کے آیا۔ ۔۔ ۵۰ برس سے اوپر ہو گئے اور معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کل کی بات ہے۔ سید صاحب مجھ سے سن میں چند سال بڑے تھے، پھر بھی ایک گونہ معاصرت کا تعلق قائم تھا۔ وہ تعلیم سے فراغ پاکر اب دوسروں کو تعلیم دینے لگے تھے۔ میں لکھنؤ میں بی، اے میں پڑھ رہا تھا۔ وہ مومن، میں انگریزیت کے اثر سے ملحد اور اس بنا پر باوجود ذاتی تعلقات اور بے تکلفی کے آپس میں نوک جھونک جاری رہتی اور کوشش ایک دوسرے کی زیادہ سے زیادہ غلطیاں پکڑنے کی رہا کرتی۔

بڑا انتظار مئی ۱۹۱۰ء کے الندوہ کا تھا خبر مل چکی تھی کہ سید صاحب اس کے لئے بڑی محنت سے ایک بہت بڑا مقالہ اشتراکیت اور اسلام کے عنوان سے سوشلزم تحقیق اور تردید میں تیار کر رہے ہیں۔ رسالہ بہت تاخیر سے نکلا اور مئی اور جون دونوں نمبر ایک ساتھ شائع ہوئے۔ یہ انتظار بہت ہی کھلا لیکن جب مضمون پڑھا تو دل باغ باغ ہو گیا الندوہ کی ضخامت کل ۴۲ صفحہ کی ہوتی تھی خود یہ مقالہ پورے ۴۲ صفحہ کا تھا مجبوراً شذرات کے دو صفحہ بڑھا کر یہ نمبر ۴۴ صفحہ کا نکالنا پڑا ضخامت سے قطع نظر مضمون واقعی بڑی کاوش و جامعیت کے ساتھ لکھا گیا تھا اور آج ۴۰، ۴۲ سال برس کے بعد پڑھا جائے جب بھی انشاء اللہ ترمیم اور اضافہ کی گنجائش کم ہی نکلے گی ۔۔۔ سوشلزم کا حملہ اس وقت بالکل نیا نیا اسلام پر شروع ہوا تھا اور آج کے نوجوان اندازہ ہی نہیں کر سکتے کہ اس وقت سوشلزم کے حملہ کے مقابلے میں اسلام کی نصرت و دفاع کتنی اہمیت کی چیز تھی! سید صاحب کی علمی دھاک بڑا آگے بڑھ کر موافقین و مخالفین دونوں کے دلوں پر بیٹھی، اس کی ابتدائی منزلوں میں بڑا دخل اس مقالہ کو ہے۔

افسوس ہے کہ سید صاحب کی نائب ایڈیٹری کا یہ دور زیادہ عرصے تک قائم نہ رہ سکا اور روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد۔

کل ایک سال ہی کی مدت کے بعد یعنی مئی ۱۲ء کا پرچہ نکال کر ختم ہو گیا۔ ارکان ندوہ میں دو پارٹیاں عرصہ سے قائم تھیں۔ وسط سال میں کچھ تو مولانا شبلی کی پارٹی کو بھی شکست ہوئی اور کچھ اس لئے بھی کہ اب وہ سارا وقت سیرۃ النبی کے لئے وقف کئے ہوئے تھے، استاد اور شاگرد، ایڈیٹر اور نائب ایڈیٹر دونوں کی زندگی میں ایک انقلاب سا آگیا، ندوہ سے تو کم لیکن الندوہ سے بالکل ان کے تعلقات ختم ہو گئے اور الندوہ بالکل دوسرے ہاتھوں میں چلا گیا۔۔۔ اس ایک سال کی مدت میں نگاہیں جس شوق اور بیتابی سے مولانا شبلی کی تحریروں کی منتظر رہتی تھیں، اس سے کچھ کم اشتیاق حضرت سلیمان کے بھی افادات کا نہیں رہتا تھا۔ سید صاحب کے مقالے خالص مذہبی عنوانات (مثلاً عذاب قیامت) پر تو ہوتے ہی تھے، تاریخی عنوانات پر بھی ہوتے مثلاً طبقات ابن سعد کا تعارف جو اس وقت ہندوستان کے اچھے اچھے اہل علم کے لئے بھی تمام تر ایک نئی کتاب تھی یا مستشرقین یورپ پر ایک سلسلہ مضامین۔ سید صاحب بڑے اہتمام اور انہماک کے ساتھ مصر و شام کے عربی رسالوں کو پڑھا کرتے تھے خصوصاً الہلال و المقتطف کو یہ دونوں رسالے فرنگی معلومات سے اچھے خاصے لبریز ہوتے اور فرنچ اور برطانوی ماہرین فن کی تازہ تحقیقات برابر اپنے یہاں شائع کرتے رہتے، سید صاحب ان سے خوب مستفید ہوتے اور ان سے چیزیں لے لے کر الندوہ میں بھی علمی خبروں کے تحت میں شائع کرتے اور کبھی بطور مستقل مضمون کے۔ ان مضامین میں ایک آج تک یاد ہے یہ فنائے مادہ پر تھا اور فرنچ اہل قلم موسیو گستاؤلی بان کی تازہ کتاب EVOLUTION MATTER (ارتقاء مادہ) کے حوالے سے اس میں یہ درج تھا کہ عدم فنائے مادہ جو اب تک مادئین فرنگ کا اصل اصول تھا خود اس کی صحت اب متزلزل ہو گئی ہے۔ یہ بڑی زبردست زد مذہب کی طرف سے الحاد پر تھی اور میں نے (جو اس وقت تک پوری طرح الحاد کے دلدل میں پھنسا ہوا تھا) اس کے بعد اب میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ایک مبسوط مضمون الہ آباد کے مشہور ماہنامہ ادیب میں شائع کیا۔

یہ جدید تاریخی اور سائنسی معلومات طبقہ علماء میں صرف سید صاحب کی تحریروں میں ملتے تھے اور اس لئے لوگ انھیں بڑی رغبت سے پڑھتے تھے۔ سید صاحب نے خود بھی مطالعہ کے زور سے انگریزی اسوقت تک اتنی سیکھ لی تھی کہ آسان انگریزی عبارتوں کو سمجھ لیتے۔ پڑھنے کے اتنے دلدادہ و شوقین ذرا کم ہی دیکھنے میں آتے ہیں۔ غرض یہ کہ اس یکسالہ نائب ایڈیٹری نے ایک طرف الندوہ میں چار چاند لگا دئے اور دوسری طرف خود سید صاحب کے نام کو علمی حلقوں میں خوب چمکا دیا۔ مولوی صاحبان کا تقشف اس وقت تک خوب زور شور سے قائم تھا علماء میں اتنی روشن خیالی رواداری سید صاحب کو فرد فرید بنائے ہوئے تھی۔ (باقی آئندہ)

اسلامی نظام میں تناسب و اعتدال

از محمد قطب

(ترجمہ)

محمد اسلم ندوی

اسلام صرف کسی نظریہ کا نام نہیں بلکہ زندگی کے تمام پہلوؤں میں انسان کی رہنمائی اور طریقہ کار متعین کرنے کا مرتب دستوری نظام ہے۔

وہ ذہنی، نفسیاتی، شخصی، سماجی، معاشی، سیاسی ہر قسم کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتا ہے جسمانی اور عقلی اور روحانی تمام ضرورتوں کو مناسب طریقوں پر پورا کرتا ہے، نہ کسی ضرورت کو بلاوجہ نظر انداز کرتا ہے نہ کسی ضرورت کی حق تلفی، وہ نہ جنسی خواہشات کی خاطر شرافت کے دامن کو داغدار ہونے دیتا ہے اور نہ روحانی ریاضتوں کے سلسلہ میں کسی کو بلاضرورت مبتلائے تکلیف کرنا چاہتا ہے بلکہ وہ ان مختلف پہلوؤں کو بغیر کسی قسم کی کشمکش اور کھینچ تان کے ایک نظام کے تحت جمع کرتا ہے اور افراد اور معاشرہ کی ضرورتوں میں پوری طرح ہم آہنگی پیدا کرنا چاہتا ہے، افراد، سوسائٹی طبقات اور قوموں کو ان کے برابر حقوق عطا کر کے ان کو خودغرضانہ جنگوں اور آپس کی نفرت و بغض و حسد سے پاک اور لوگوں سے عام انسانیت کی تعمیر و ترقی اور اس کی بھلائی کے لئے سرگرم رہنے کی اپیل اور مادی اور روحانی قوتوں کو پوری طرح ہم آہنگ اور تمام اقتصادی اور اخلاقی اسباب کی اہمیت کو صحیح تناسب کے ساتھ برقرار رکھتا ہے، نہ وہ کمیونزم کی طرح اخلاق کا انکار اور انسانیت کا گلا گھونٹتا ہے اور نہ صوفیوں جوگیوں اور پادریوں کی طرح روحانی قوتوں اور ریاضتوں کے مقابلے میں جسمانی لذتوں اور تمام مادی نعمتوں سے محروم کرتا ہے بلکہ وہ انسان کو اخلاق و مذہب اور جسمانی اور شہوانی قوتوں کا مجموعہ سمجھتا اور اس کیلئے ایک ایسا آئین پیش کرتا ہے جو ان تمام ضروریات کی تکمیل کر سکے۔

اسلام کا خود اپنا اقتصادی اور اجتماعی نظریہ ہے جس کے بعض اصول اتفاقی طور پر سرمایہ داری سے مشابہ ہیں لیکن حقیقت میں وہ سرمایہ داری اور کمیونزم سے بالکل مختلف ہیں، اس میں ان دونوں کی تمام اچھائیاں جمع ہو گئیں وہ سرمایہ داری کی طرح شخصیت پرستی کی خاطر اجتماعی مفاد کو قربان کر کے سوسائٹی کو بیکار اور معطل نہیں کرتا، اسی طرح مشرقی یورپ اور شمالی ایشیا کے کمیونزم کی طرح انسان کی شخصیت کا گلا بھی نہیں گھونٹتا اور سوسائٹی اور حکومت کو کسی شخص کے حقوق چھین لینے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ فرد اور معاشرہ دونوں کے تحفظ، ہر شخص کی آزادی اور شرافت و عزت کی حفاظت اور اسی کے ساتھ اجتماعی معاملات میں محبت و برادرانہ طریقوں پر نظم و نسق قائم اور حکومت کی بنیادیں استوار کرتا ہے، یہاں بغض و حسد اور کینہ پروری کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے جس سے غلط نتائج پیدا ہوں اور سوسائٹی میں فساد برپا ہو۔

یہ ممتاز اور جداگانہ نظام کسی قسم کی معاشی ضرورتیں یا اجتماعی کشمکش کا ردعمل نہیں ہے یہ صرف اسلام کی دین اور اس کا عطیہ ہے جس کی بعد میں دور حاضر کے سرمایہ دارانہ اور کمیونزم نظام نے تقلید کی ہے کارل مارکس نے جن چیزوں کو (کھانا، کپڑا، جنسی خواہشات کی تکمیل) اپنے انقلاب کا مقصد قرار دیا ہے اور جس کے لئے ان کو حکومت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے بہت دن پہلے صاف صاف ان کا اعلان فرما دیا تھا۔

من کان عاملا فلیس له زوجة فلیتخذ زوجة ولیس له مسکن فلیتخذ مسکنا ولیس له خادم فلیتخذ خادما ولیس له دابة فلیتخذ دابة۔

(جو شخص ہمارا نوکر ہو گورنر ہو) اگر اس نے شادی نہ کی ہو تو شادی کرے اور اسی طرح اگر اس کے پاس نوکر اور سواری نہ ہو تو یہ چیزیں بھی حاصل کرے اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر نوکر جس میں ایک مزدور اور افسر سب شامل ہیں ان کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنا گورنمنٹ کا فرض ہے اور اس قاعدہ کے تحت تمام فیکٹریوں اور کارخانوں دفتروں اور شعبوں کے ملازموں کے تمام مطالبات کس خوبی سے حل ہو سکتے ہیں۔

اسلامی نظام کے یہ چند نمایاں پہلو ہیں اور جس نظام کے اس قسم کے قواعد اور احکام ہوں وہی انسانیت کی پھیلے ہوئے سیاسی، سماجی اور مذہبی اور دوسرے تقاضوں کی رہنمائی کر سکتا ہے اور یہی تاریخ کا تنہا نظام ہو سکتا ہے جو اپنی مقصدیت اور تعمیری رجحانات کی وجہ سے ہمیشہ دنیا کا رہنما اور رہبر کامل رہے گا۔

آج کی دنیا اسلام کو کسی طرح نظر انداز نہیں کر سکتی رنگ و نسل کے پیچھے دوڑنے والے امریکہ اور جنوبی افریقہ کے متعصب وحشی مزاج آج بھی اسلام کے اسی طرح ضرورت مند ہیں جس طرح تیرہ سو برس پہلے کے کفار و مشرکین، اسلام نے گورے و کالے کا فرق صرف مٹایا ہی نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرما دیا۔

ان امر علیکم عبد حبشی کأن رأسه زبیبة اسمعوا واطیعوا کتاب اللہ، کہ اگر تمہارا خلیفہ کوئی منقہ کے برابر (یعنی حقیر و کم رو) سردار حبشی ہو وہ بھی اگر خلاف شرع حکم نہ دے تو اس کی اطاعت کرو۔

قوموں کی عزت اور آزادی اور جان و مال سے کھیلنے والے سماج کو جو اپنی وحشت اور بربریت کے زعم میں ہزاروں بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے اور انسانی سروں کو کھلاڑی کے گیند سے زیادہ اہمیت نہ دینے والے معاشرہ کو اس ظلم و خونریزی سے اگر کوئی چیز روک سکتی ہے تو وہ اسلام کی تعلیم ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب کا نمونہ ہمارے سامنے ہے جو اپنے گورنر اور اپنے لڑکے کو بھی صرف ایک ہاتھ اٹھانے پر معاف نہیں کر سکتے بلکہ مغلوب ملک کے ایک معمولی شخص کو بدلہ لینے کا پورا موقع دیتے ہیں۔ یہ وہ نمونہ اور ضرورت کی چیز جو یورپ کے بڑے بڑے دانشوروں کی نگاہ سے پوشیدہ ہے اور جس کے بغیر دنیا قائم نہیں رہ سکتی ہے۔

سرمایہ دار دنیا جو سود اور نفع خوری اور ذخیرہ اندوزی کی لعنتوں کی بنا پر مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہے اور ہلاکت و تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے ان اصولوں کی سخت محتاج ہے۔

اسی طرح کمیونسٹ دنیا جو روحانی احساسات اور اخلاقی قوت سے محروم ہونے کی وجہ سے بالکل دیوالیہ ہو رہی ہے آج پھر کسی ایسے نظام کی تلاش میں ہے جو کمیونزم کی اچھائیوں کے ساتھ ساتھ غیر مرئی قوتوں کی کارفرمائیوں سے بہرہ مند اسلامی نظام جو کمیونزم کی طرح اپنے نظریات زبردستی کسی سے نہیں منواتا۔ اور جیسا کہ پہلے بھی کہا جا چکا ہے جنگ عظیم کی ہولناکیوں سے بچنے کے لئے صرف اسلام ہی ایک واحد حل اور طریق کار ہے جو ماضی میں بڑے بڑے شاندار کارنامے انجام دے چکا ہے، جو کارنامے یورپ کی جاہل اور غیر متمدن دنیا میں انجام دئے تھے اب ضرورت ہے کہ یورپ کی ''ترقی و تہذیب'' کے اس دور میں ان کو پھر سے دہرایا جائے۔

بقیہ پیام قرآن

دوسرے ٹکڑے میں صبر و ثبات پر مضبوط رہنے اور دشمنوں پر غلبہ پانے کا حکم دیا اب فرمایا گیا ہے کہ ان دونوں صورتوں میں یعنی اصبروا اور صابروا میں رابطوا کی شان ہونا چاہئے جس طرح رابط کسی طرح غافل نہیں ہو سکتا ہے، سرحد کو چھوڑ نہیں سکتا ہے اپنے تحفظ اور دشمن کے جواب کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے اسی طرح مسلمانوں کو اپنے دین پر عمل کرنے اور اسکی حمایت میں رابطہ کی شان اختیار کرنا چاہئے نفس و شیطان ہمارے ایمان اور عمل میں رخنہ اندازی نہ کر سکیں اور دوسرے اعداء دین کے حملوں کے جواب کیلئے ہم مستعد اور ہوشیار رہیں

(بقیہ ص [illegible])

مناجات

از امۃ اللہ تسنیم صاحبہ

یہی ہر دم مری تجھ سے دعا ہے
بنا دے زندگی میری خدایا
گذاروں زندگی تیری رضا پر
الٰہی واسطہ تجھ کو کرم کا
نظر ہو تیری رحمت کی ادھر بھی
زیارت ہو محمد مصطفےٰ کی
کہوں میں کہ یہی تھی میری حسرت
یہی خواہش بھی تھی اور جستجو بھی
تمنا تھی تڑپ تھی بے کلی تھی
کروں پھر عرض یہ اے میرے حضرت
گنہ کے بوجھ سے بگلی پڑی ہوں
نہ ہو مجھ سے حساب اس زندگی کا
یہ فرمائیں کہ تو گھبرائی کیوں ہے
ترا رب تو بہت ہے رحم والا
وہ ہے ماں باپ سے زیادہ مہرباں
تسلی رکھ نہ ہو ہرگز پریشان
نہ ہوگی پوچھ کچھ تجھ سے نہ ہوگی
بس اب ہے فکر کوئی اور نہ زحمت
نکل جائے یہ جاں کنج قفس سے
دم آخر ترا کلمہ ہو جاری
محبت میں فنا ہو جاؤں بالکل
عذاب قبر سے مجھ کو بچانا
لحد ہو میری ٹھنڈی اور کشادہ
ہوں مجھ پر منکشف اسرار جنت
ہوائیں ٹھنڈی خوشبو بھینی بھینی
فرشتے بولیں کوئی فکر تم کو
نہیں جب صور آئیں سب نکل کر
تماشہ گاہ سمجھوں حشر کو میں
ہو مجھ پر حشر میں رحمت کا سایہ
نہ خطرہ کوئی لاحق ہو نہ زحمت
پلائیں جام کوثر مجھ کو بھر کر
وہاں سے اڑ کے جاؤں سوئے جنت
وہ جنت نام ہے فردوس جس کا
نہیں تسنیم اس نعمت کے قابل
طفیل حضرت خیر البشر تو

یہی دل کا مرے بس مدعا ہے
کبھی مجھ پر نہ ہو ظلمت کا سایا
نہ ہو تیری نظر میری خطا پر
کبھی مجھ پر پڑے سایہ نہ غم کا
کرم ہوتا تو میں جاؤں جدھر بھی
محمد مصطفےٰ افضل علی کی
کہ ہوئے خواب میں مجھکو بشارت
زیارت بھی کروں اور گفتگو بھی
خدا نے آرزو پوری مری کی
نہیں بچنے کی مرے کوئی صورت
امید و یاس میں بیچ و دکھڑی ہوں
نہ ہو موقع مجھے شرمندگی کا
وہاں جاتے ہوئے شرمائی کیوں ہے
خطا پوش اور نہایت حلم والا
صفت اسکی رحیم ہے اور رحمان
نہ گھبرا اور نہ ہو بالکل پشیمان
ہے یہ خوف و رجا جنت کی کنجی
ابھی لے لے مجھے آغوش رحمت
نہ پہونچے دکھ مجھے کوئی نفس سے
محبت کا تیری غلبہ ہو طاری
سراپا شوق بن کر آؤں بالکل
نہ دوزخ کی مجھے صورت دکھانا
اور اسمیں روشنی بھی حد سے زیادہ
نمایاں مجھ پہ ہوں انوار جنت
کروں جنت کی ہر دم خوشہ چینی
نہ ہوگی بس یہاں آرام سے سو
ہو میرا نشر اور ہو حشر بہتر
ہجوم حشر میلہ ہو نظر میں
میرے سر عرش رغبت کا ہو پایہ
نظر کے سامنے ہو تیری جنت
جو ہیں میرے نبی تیرے پیمبر
مشام جاں میں پہونچے بوئے جنت
وہی میرا ٹھکانا ہو خدایا
زہے قسمت ہو گر رحمت کے قابل
مری اس نظم کو مقبول کر تو

بحضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

از: زائر حرم حمید صدیقی لکھنوی

نوید لطف و کرم سنکے خاص و عام چلے — کشاں کشاں بدر رحمت تمام چلے
حضور ساقی کونین تشنہ کام چلے — بہ فیض شوق و طلب میکدہ بجام چلے
نظر نظر کو بنائے ہوئے پیام چلے — نفس نفس میں لئے ہدیۂ سلام چلے
جلو میں لیکے امیدوں کا اژدہام چلے — عجیب شان سے سرکار کے غلام چلے
ز فرق تا بقدم سرخوشی و مدہوشی — نسیم صبح کے مانند خوش خرام چلے
کبھی کمال ادب سے قدم اٹھا نہ سکے — کبھی وفور محبت میں تیز گام چلے
نہ رک سکے کسی عالم میں عازمان حرم — سحر کے وقت چلے کچھ قریب شام چلے
سُرور و کیف تصور میں کھوئے کھوئے سے — خراب حال حضور شہ انامؐ چلے
جو ملتجی نسیم کرم تھے مدت سے — وہ لیکے خود دل پر شوق کا پیام چلے
کشاکش غم دوراں سے ہو کے بے پروا — لئے ہوئے طلب راحت دوام چلے
جنھیں صنم کدۂ دہر میں اماں نہ ملی — وہ جانب حرم سید الکرامؐ چلے
رہ طلب کے مزے کچھ وہی اٹھائیں گے — جو منزلوں پہ بھی کرتے ہوئے قیام چلے
ہجوم شرم و ندامت سے سر جھکائے ہوئے — گناہگار سوئے شافع انامؐ چلے
وہ اہل دل کا یکے بعد دیگرے بڑھنا — کہ جیسے بادۂ عرفاں کا دور جام چلے
حبیب پاک کے روضے کی جالیوں کی طرف — دلوں میں لیکے تمنائے استلام چلے
پئے سلام مواجہ کی سمت یوں بڑھنا — کہ جیسے باد بہاری سبک خرام چلے
دیار پاک حبیب خدا میں لازم ہے — قدم قدم بصد آداب احترام چلے
خدائے پاک انھیں کامیاب شوق کرے — جو لیکے مجھ سے خطاکار کا پیام چلے

حمید عید ہے ان رہروان طیبہ کی
جو لوٹنے کو بہار مہ صیام چلے

انگوٹھی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک مختصر خطبہ

از حبیب الرحمٰن ندوی

سونے کی انگوٹھی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر تقریر ارشاد فرمائی ہے جسے ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔ بظاہر یہ تقریر بہت مختصر ہے لیکن اگر یہ بات ذہن میں رہے کہ خطیب وہی کہتا ہے جس کی ضرورت ہے اور جسے وہ خود کرتا ہے تو اس اختصار کی قدر و قیمت بہت بڑھ جاتی ہے

بخاری شریف کی روایت ہے کہ جب شاہ روم کو آپؐ نے خط لکھنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے کہا، آپؐ مہر (انگوٹھی) بنوالیں، کیونکہ شاہان عجم مہر کے بغیر کوئی تحریر قبول نہیں کرتے، چنانچہ لوگوں کے مشورے کے مطابق آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں تین سطروں میں اس طرح (محمد رسول اللہ) لکھوایا۔ لیکن بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سونے کی انگوٹھی بنوائی گئی۔ حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کی یہ حدیث ملاحظہ ہو۔

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اتخذ خاتماً من ذھب و جعل فصہ مما یلی کفہ فاتخذ الناس فرمی بہ و اتخذ خاتماً من ورق او فضۃ

(بخاری کتاب اللباس)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی پہنتے وقت آپؐ اس کے نگ کو اندر ہتھیلی کی طرف رکھتے جسے دیکھ کر اور لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوائیں مگر آپؐ نے اپنی انگوٹھی پھینک دی اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی

حافظ ابن حجر عسقلانی اور بعض دوسرے محدثین نے بھی اسی قول کو ترجیح دیا ہے، تاہم یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت نہیں ہوئی تھی۔ ممانعت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے جاتے ہیں اور حمد و ثنا کے بعد یہ خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔

انی کنت اصطنعتہ وانی لا البسہ

(بخاری کتاب اللباس)

میں اس انگوٹھی کو پہنتا تھا مگر اب اس کو نہیں پہنونگا

ایک دوسری روایت میں ہے:۔

انی کنت البس ھذا الخاتم و اجعل فصہ من داخل ثم قال۔ واللّٰہ لا البسہ ابداً

(بخاری کتاب الایمان والنذر)

میں اس انگوٹھی کو پہنتا تھا اور اس کے نگ کو نیچے کی طرف رکھتا تھا مگر خدا کی قسم اب اس کو کبھی نہیں پہنوں گا۔

ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:۔

انی اتخذت ھذا الخاتم فی یمینی

میں اس انگوٹھی کو داہنے ہاتھ میں پہنتا تھا۔

خطبہ اگرچہ مختصر ہے لیکن خطیب کے عمل کے عین مطابق ہے اس لئے فوراً لوگوں کے دلوں میں اتر جاتا ہے اور سب لوگ انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیتے ہیں۔ محدثین کے نزدیک البتہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے چاندی کی انگوٹھی بنوائی یا سونے کی اور جو انگوٹھی اتار کر پھینکی وہ ان میں سے کون تھی۔ اگر پہلی روایت جس میں چاندی کی انگوٹھی بنوانے کا ذکر ہے اور راوی کو کوئی اشتباہ نہیں ہوا ہے تو انگوٹھی اتارنے اور اس پر تقریر کرنے کا واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دوبار وقوع پذیر ہوا اور چاندی کی انگوٹھی کی ممانعت صرف اس لئے کی گئی کہ آپ اسے خطوط و فرامین پر بطور دستخط استعمال کیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے مہر اور دستخط کی نقل کرنے کی ممانعت نہ کی جاتی تو انگوٹھی بنوانے کا مقصد ہی فوت ہو کر رہ جاتا ہر وہ تحریر جس پر مہر ہوتی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر سمجھی جاتی۔

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بضرورت پہنی تھی، عام لوگوں کے لئے اس کا اتباع ضروری نہیں تھا، ممانعت نہ کرنے سے یہ احتمال تھا کہ شریعت کا ایک حکم سمجھ کر انگوٹھی پہننا ایک دینی حکم نہ سمجھ لیا جائے۔

ابوداؤد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انگوٹھی بنوائی وہ لوہے کی تھی اور اس پر چاندی کا پانی چڑھایا گیا تھا۔ لیکن جو انگوٹھی آپؐ نے اتار کر پھینکی وہ کون سی تھی اس کی کوئی تشریح نہیں۔

عرب کے لوگ اگرچہ انگوٹھی کے نام سے ناآشنا نہیں تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ انگوٹھی پہننے کا رواج ان کے یہاں عام نہیں تھا۔ لوگ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ انگوٹھی کے لئے کون سی دھات کا استعمال کرنا چاہیئے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے متعدد انگوٹھیاں بنوائی گئیں اور یکے بعد دیگرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو پہنا۔

نسائی کی روایت کے مطابق سونے کی انگوٹھی آپؐ نے صرف تین دن استعمال کی، چاندی کی وہ انگوٹھی جسے آپ بضرورت پہنتے تھے حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے تک رہی اور ایک دن مدینہ طیبہ کے ایک کنوئیں میں اتفاقیہ طور پر گر پڑی جس کی تفصیل سیر و احادیث کی کتابوں میں مفصل مذکور ہے۔ یہاں مقصد صرف آپؐ کے ان الفاظ کو پیش کرنا تھا جسے آپؐ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ اُن خطیبوں اور واعظوں کے لئے جو ذرا سی بات کے لئے لمبی چوڑی تقریر کرنے کے عادی ہیں اور جن کے متعلق کسی نے کہا ہے ؎

چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

خطبے کے وہ چند الفاظ جو اوپر نقل کئے گئے خاص طور پر قابل توجہ ہیں، یہاں نہ لمبی چوڑی تمہید ہے نہ بھاری بھرکم الفاظ اور نہ کلام میں زور پیدا کرنے کے لئے آنکھ سے آنسو بہانے اور دوسری غیر ضروری حرکات کی کوئی گنجائش۔ خطیب اپنے مقصد کی وضاحت کے لئے اپنا عمل اور چند سادے الفاظ حاضرین کے سامنے پیش کرتا ہے مگر اس سادگی اور قول و فعل کی ہم آہنگی میں وہ تاثیر ہے کہ لوگ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

ضرورت ہے کہ خطبے کے الفاظ کے ساتھ ساتھ ہم اس کے بین السطور کو بھی پڑھنے کی کوشش کریں اور قول و فعل کا وہ تضاد جو ہماری زندگی کے لئے وبال جان بنا ہوا ہے اسے کم کرنے کی کوشش کریں۔

تعزیت

دار العلوم کے سابق استاذ مولانا قاری محمد نیر صاحب ندوی کے صاحبزادہ مرحوم عبد اللہ نیر کے ساتھ ۵ فروری عید کے دن بس ایکسیڈنٹ کا جو ہولناک حادثہ پیش آیا اور جس میں مرحوم جاں بحق ہوگئے اسکے لئے دار العلوم کے تمام اساتذہ و طلبہ اپنے دلی صدمہ کا اظہار کرتے ہیں۔ اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور انکے والدین کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔ "ان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شئی عندہ باجل مسمی"

ندوۃ العلماء منزل بہ منزل

اجلاس شاہجہاں پور

چندہ کیلئے ازدحام جب مولانا شاہ سلیمان تقریر کرنے کھڑے ہوئے تو چندہ دینے والوں کے ہجوم اور وفورِ جذبات سے مولانا کی تقریر ممکن نہ ہو سکی۔ کئی بار کوشش کی لیکن درمیان میں روک دینی پڑی۔ مولانا شروانی اور مولانا سید عبدالحی چندہ دہندگان کا نام و پتہ لکھ رہے تھے، مولانا مسیح الزماں خاں نام لکھوا رہے تھے اور مولانا خلیل الرحمٰن سہارنپوری روپیہ وصول کرتے تھے، پھر بھی ہجوم اس قدر تھا کہ کارروائی بار بار روکنی پڑی جس کے پاس جو کچھ تھا نذر کر رہا تھا۔ روپیہ، پیسہ، کپڑے گھڑیاں، رومال، دوشالے، گاؤں زمین، غرض جس سے جو ہو سکتا تھا وہ پیش کر رہا تھا۔

عجیب نظارہ مولانا عبدالواحد خاں صاحب نقشبندی رئیس شاہجہاں پور اس قدر متاثر ہوئے کہ انھوں نے نصف موضع خمرہ پور جوان کی ملک میں تھا ندوہ کو دینے کا اعلان کیا۔ حافظ محمد اسماعیل صاحب وکیل نے اس عطیہ کا اعلان کرتے وقت کہا کہ امید ہے کہ اسکا بقیہ نصف بھی جلد ہی ندوہ کو مل جائے گا۔ چند منٹ بھی نہ گزرے ہوں گے کہ مولانا مسیح الزماں خاں صاحب کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ اس موضع کا نصف آخر جو اُن کی ملک و تصرف میں ہے دارالعلوم کے لئے حاضر ہے اس وقت مجمع پر عجیب تاثر تھا۔ ہر طرف یہی آوازیں آ رہی تھیں۔ ایک دوسرے رئیس احمد حسن خاں صاحب نے مصری پور کی معافی جو ۵۰۰ روپیہ کی مالیت کی تھی ندوہ کو دے دی۔ محمود خاں صاحب نے ایک کھیت وقف کیا۔ اس کے بعد نقد رقم کی شکل میں بکثرت عطیات وصول ہونے شروع ہوئے۔

مسٹر محمد سلیمان بیرسٹرایٹ لا نے جو انجمن معین الندوہ بانکی پور کی طرف سے اس اجلاس میں نمائندہ تھے۔ اس موقع پر ندوہ اثر میں ڈوبی ہوئی ایک مختصر تقریر کی اور کہا کہ مجھے پہلے ندوہ کے مقاصد اور فوائد سے زیادہ واقفیت اور دلچسپی نہ تھی۔ لیکن دو دن سے جو نظارہ میں دیکھ رہا ہوں اس سے میرے دل کی عجیب کیفیت ہو رہی ہے، میں اپنی زندگی کو ندوہ کے مقاصد کے لئے وقف کرتا ہوں جو کام میرے لائق ہو مجھ سے لیا جائے۔

وقت کی تنگی کی وجہ سے اگرچہ چندہ کا سلسلہ ختم کرنے کا اعلان کر دیا گیا، لیکن پھر بھی دینے والے ٹوٹے پڑتے تھے

جلسۂ عام ۵ بجے شام کو پھر جلسۂ عام ہوا، اور اس روز بھی پورا میدان آدمیوں سے بھر گیا چاروں سڑکوں پر یہ حال تھا کہ ایک طرف سے دوسری طرف جانا ناممکن معلوم ہوتا تھا — مولانا محمد علیؒ اس مجمع کے بارے میں اپنا تاثر اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔

" اس قدر مسلمانوں کو ایک مجمع میں دیکھ کر جس قدر مسرت اور خوشی ہوتی تھی، اس کا اندازہ اس سے پوچھنا چاہئے جس نے دیکھا ہے [1]"

جلسۂ خاص ۸ بجے سے ۱۱ بجے رات تک جلسۂ خاص ہوا جس میں مختلف مسائل پر گفتگو ہوئی۔ اس میں علماء کے علاوہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے جنرل سکریٹری اور بعض دوسرے معزز اور نامور حضرات بھی شریک تھے

۱۵ ذیقعدہ ۲۰ مارچ کو تیسری نشست ہوئی اور تقریروں کے بعد یہ تجویز سامنے آئی کہ شاہجہاں پور گورنمنٹ کالج میں دینیات کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے اور غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ معین الندوہ شاہجہاں پور اس کام کو اپنے ذمہ لے، یہ تجویز منظور ہوئی

مدرسہ کی پیشکش اس سے قبل جلسہ میں چندہ دینے والوں نے سیم و زر اور نقد و املاک پیش کرنے پر اکتفا کی تھی، لیکن اس جلسہ میں ایک خاص بات یہ ہوئی کہ ایک "مدرسہ" بھی ندوہ کو بطور عطیہ کے پیش کیا۔

ایک باہمت شخص احمد زماں خاں مہتمم مدرسہ اسلامیہ بلرام پور نے اعلان کیا کہ وہ اپنا مدرسہ ندوہ کی تحویل و انتظام میں دے دینا چاہتے ہیں (اس مدرسہ میں سَو سے زائد طلبہ زیر تعلیم تھے اور دینیات کے علاوہ انجمن حمایت اسلام کا نصاب اس میں جاری تھا) ان کی یہ درخواست اربابِ ندوہ نے منظور کی اور اس مدرسہ کی ملکیت شکریہ کے ساتھ قبول کی۔

آخر میں مولانا عبدالجبار عمرپوری نے نہایت عمدہ لہجہ میں اپنا عربی قصیدہ سنایا اور ندوہ اور مولانا محمد علیؒ کا ذکر کرتے ہوئے ان اشعار پر اپنا قصیدہ ختم کیا۔

اللّٰہ تیجھا ولیعسہ منھا ٭ ویذید فیھا حیرۃ العقلاء

وأدام عظمتھا وضاعف نفعھا ٭ واقام فیھا رونق و بھاء

واعزّھا اھلھا الجلیل بفضلہ ٭ واداحہ من کربۃ وعناء

واطال مدّۃ عمرہ وحیاتہ ٭ عافاہ فی الدنیا و دار بقاء

اس کے بعد حکیم شیخ احمد صاحب رئیس بمبئی کا عربی قصیدہ قاضی علی احمد صاحب بدایونی نے پڑھا۔ نظامی بدایونی نے اپنی نظم سنائی جس کے چند شعر یہ ہیں ؎

شاید بہار آئی اسلام کے چمن میں ٭ پھولے نہیں سماتے مومن جو ہیں چمن میں

انصاف ہے جو دیکھیں اپنے بھی ہوں دشمن ٭ کیا فائدے ہیں پنہاں اس پاک انجمن میں

ندوہ کے بانی اور ان کے رفقاء کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں ؎

ڈالی بنائے ندوہ جس نے بحُسنِ نیت ٭ برکت اسے خدا دے اس کوشش حسن میں

فرزانہ و یگانہ وہ عبدحیؔ، دانا ٭ عالم علوم دیں کے کامل ہر ایک فن میں

یہ قوم کے معالج حضرت مسیح دوراں

ہیں شمع انجمن میں اور پھول ہیں چمن میں

روپیہ کی بارش قصیدہ ختم ہوا تو مولانا شاہ سلیمان پھلواروی کل کی ناتمام تقریر پوری کرنے کھڑے ہوئے مسلمانوں کا جوش و خروش سرد نہیں ہوا تھا اور وہ اسی موقع کے منتظر تھے چنانچہ تقریر شروع ہوتے ہی روپیہ کی بارش بھی شروع ہو گئی۔ مولانا گل محمد بشیر امام جامع مسجد نے پیشقدمی کرتے ہوئے اپنی جیبی گھڑی اسٹیج پر رکھ دی اور بڑے جوش کے ساتھ ایک مختصر تقریر کی۔ حافظ غفور الدین صاحب ڈپٹی انسپکٹر بریلی نے اپنی قیمتی شال اتار کر ندوہ کو پیش کر دی اور اس کے بعد عطیات کا سلسلہ شروع ہوا۔

مزدوروں کا تعلق و ایثار مجمع کے تاثر اور جذبات کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس مجمع میں جو لوگ مزدور پیشہ تھے انھوں نے اپنی ایک روز کی مزدوری ندوہ کو دے دی۔

ایک واعظ کا انقلاب حال مولوی عبدالرحیم نامی ایک صاحب جو واعظ تھے اور ندوہ کے سخت مخالف بلکہ مخالفین کے سرگروہ تھے اور اس غرض سے جلسہ میں شریک ہوئے تھے کہ ندوہ کے رد میں رسائل تقسیم کریں اور جلسہ میں انتشار پیدا کریں انھوں نے جب یہ حال دیکھا تو ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ چنانچہ وہ ان کتابوں اور رسالوں کا ایک پشتارہ بنا کر صدر انجمن کے پاس لے گئے اور اس میں سے کتابیں نکال کر چاک کرنا شروع کیا، لوگوں نے مزاحمت کی تو یہ واقعہ معلوم ہوا، اس کے بعد انھوں نے تقریر کی، اور اپنے سابقہ خیالات سے رجوع کا اعلان کیا۔

---

[1] اجلاس ششم ص ۵۶

تھوڑی دیر اہلِ حق کے ساتھ

محمد یونس نگرامی

(۱)

عروس البلاد بغداد کا ایوانِ خلافت پورے جاہ و جلال سے منعقد ہے۔ خلیفہ معتصم تختِ خلافت پر جلوہ افروز ہے۔ اتنے میں ایک قیدی لایا گیا جس کو بعد کی دنیا امام اہل سنت حضرت احمد بن حنبل کے نام سے یاد کرتی ہے۔

ان کے پیروں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال دی گئی ہیں۔ خلیفہ اور معتزلی علماء یہ چاہتے ہیں کہ حضرت امام خلقِ قرآن کی تائید کر دیں۔ لیکن امام بلند آواز سے فرماتے ہیں:۔

"اعطونی شیئاً من کتاب اللّٰہ وسنۃ رسولہ حتی اقول"

ترجمہ:۔ مجھ کو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت سے کچھ دو تاکہ میں اسی کے مطابق کہوں۔

لیکن اس کے باوجود خلیفہ اور علماء کا اصرار ہے کہ امام احمد بن حنبل خلقِ قرآن کا فتویٰ دیں۔ حضرت احمد بن حنبل کے مسلسل انکار پر حکم ہوتا ہے کہ ان کے بدن پر درے لگائیں جائیں۔ امام کے بدن پر درے کے نشانات پڑ رہے ہیں لیکن زبان پر یہ الفاظ ہیں۔

" اے خلیفہ یاد رکھ اس دن کو جب تو منصفِ اعظم کے دربار میں کھڑا ہوگا بالکل ایسے ہی جیسے آج میں تیرے سامنے کھڑا ہوں پھر تو میرے اس خون کا کیا جواب دے گا"

مخالفین نے خلیفہ کو اور بھڑکا دیا ہے۔ کوڑے پڑنے کی رفتار تیز تر ہو گئی ہے لیکن احمد بن حنبل فرما رہے ہیں۔

"قرآن کلام اللہ ہے اور غیر مخلوق ہے"

شدتِ تکلیف سے اب امام پر بے ہوشی کے دورے پڑنے لگے ہیں۔ جیسے ہی ہوش آتا ہے خلیفہ اپنی بات منوانا چاہتا ہے لیکن انکار پر پھر کوڑوں کی بارش ہونے لگتی ہے لیکن حق و استقامت کا یہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹلنے کا نام نہیں لیتا ہے۔

اس بار جب ہوش آیا تو اپنے کو قید و بند سے آزاد پایا گھر لائے گئے تو ستو پیش کیا گیا۔ مگر روزہ تھے اس لئے نوش نہیں فرمایا۔ راوی کا بیان ہے کہ اتنے میں ظہر کا وقت آگیا پورا بدن لہولہان تھا لیکن اس کے باوجود نماز باجماعت ادا فرمائی

(۲)

ساتویں صدی ہجری کے مشہور اسلامی مفکر و عالم، علامہ ابن قیمؒ انسانی گناہوں کے اثرات سے بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"گناہوں کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ انسان کے قلب میں دوسروں کا رعب اور خوف بیٹھ جاتا ہے اور اس میں احساس درماندگی و بے چارگی پیدا ہو جاتا ہے اس کے برخلاف خدا کی اطاعت و فرماں برداری کہ یہ ایک ایسا مضبوط قلعہ ہے جس کو کوئی دشمن فتح نہیں کر سکتا جو بھی اس قلعہ میں داخل ہو گیا وہ دنیا و آخرت کے مصائب و ہلاکت سے محفوظ ہو گیا۔

یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ گناہ گاروں کے دل پکڑے رہتے ہیں۔ ہر آفت و مصیبت کو وہ اپنے اوپر محسوس کرتے ہیں ان کے قلوب میں وحشت، دیوانگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی عاقل موازنہ کرے گناہوں اور ان کے نتائج کا اطاعت و فرمانبرداری کے نتائج سے تو وہ دیکھ لے گا کون گروہ خوشی و اطمینان میں ہے۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ جو اللہ سے ڈرا دنیا کی ہر چیز سے بے خوف ہو گیا۔ اور جو اللہ سے بے خوف ہو گیا، دنیا کی ہر چیز اس کی دشمن ہو گئی کیونکہ اطاعت و فرمانبرداری خدا کا قرب پیدا کر دیتی ہے اور معصیت دوری کا باعث بنتی ہے

(الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی لابن القیم ص ۶۳ و ۶۴)

(۳)

۲۰ ذیقعدہ ۷۲۸ھ کو دمشق کے قلعہ سے ایک قیدی قیدِ حیات سے آزاد ہو گیا کہتے ہیں جب سانس نے آخری ہچکی لی تو زبان پر یہ الفاظ تھے۔

"ان المتقین فی جنت و نھر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر"

یہ بھی سنا گیا ہے کہ یہ قیدی کہا کرتا تھا کہ قید میری خلوت ہے، قتل میری شہادت ہے۔ جلاوطنی میری سیاحت ہے۔ قیدی تو وہ ہے جو اپنی خواہشات کا مقید ہے اور محبوس وہ ہے جس کا دل خدا کی جانب سے بند ہو۔

مایفعل بی اعدائی (میرے ساتھ میرے دشمن کیا کر سکتے ہیں)

راویوں نے بتایا کہ اس قیدی کا نام شیخ الاسلام ابن تیمیہ تھا۔ یہی قیدی ایک مرتبہ ظلم و ستم کا شکار ہو کر زندان خانہ گیا دیکھا تو تمام قیدی خدا سے غافل اور آخرت سے بے پروا تھے۔ اس عارف باللہ قیدی نے سبھوں سے توبہ کرائی اور نصیحتیں فرمائیں مورخین لکھتے ہیں جو کل تک چوڑ ڈاکو تھے ان کی پیشانیاں سجدوں سے چمک اٹھیں اور زبانیں یادِ الٰہی سے تر ہو گئیں اور ان کے قلوب نورِ الٰہی سے منور ہو گئے۔

(۴)

ابن الاستاذ شبلی اپنے وقت کے بڑے باخدا بزرگ تھے۔ دن رات کا اکثر حصہ عبادت و ریاضت میں صرف ہوتا تھا۔

خوفِ خدا اور خوفِ آخرت سے ہر وقت آنکھیں پرنم رہتی تھیں۔ ان کے معاصر بھی ان کی دنیا سے بے رغبتی کے تعریف کرتے تھے۔

فقہ اور اصولِ فقہ کے بہت بڑے عالم بھی تھے ایک مرتبہ ان کے شہر میں ایک کنواں کھودا جانے لگا تو ایک بہت بڑا پتھر سامنے آگیا جو کسی طرح سے ٹوٹ نہیں رہا تھا جب اس واقعہ کی اطلاع حضرت استاذ شبلی کو ہوئی تو انھوں ایک رقعہ پر تحریر فرمایا کہ اس کنواں کے کھودنے میں مسلمانوں کا فائدہ ہے اس لئے تو اس راہ میں مزاحمت نہ کر جس وقت یہ خط اس پتھر پر ڈالا گیا ہے تو پتھر کے دو ٹکڑے ہو گئے اور درمیان سے پانی ابلنے لگا۔

(خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر ج ا ص ۵۵)

مشہور نامور اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک مرتبہ اپنے گھر تشریف لائے تو اپنی بیوی سے فرمایا کہ تمھارے پاس کچھ پیسے ہوں تو انگور خریدوں انھوں نے فرمایا میرے پاس تو نہیں ہے لیکن آپ اتنے جلیل القدر خلیفہ ہو کر بھی انگور نہیں خرید سکتے ہیں۔ اس پر عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا۔ ہاں میرے لئے یہ بات راحت بخش ہے بہ نسبت اس کے کہ کل میں خیانت کی وجہ سے جہنم میں ڈالا جاؤں"

(تاریخ الخلفاء للسیوطی طبع جدید ص ۲۳۵)

بقیہ پیام قرآن

لعلکم تفلحون ٭ تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو

کی منزل آتی ہے۔

اب غور کیجئے کہ اس آیت کے پہلے مخاطب صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین ہیں جو مکہ کا عہد ستم گزار کر مدینہ منورہ (علی اللہ علی صاحبہا) آچکے ہیں اور راہِ حق میں بے نظیر قربانیاں پیش کر چکے ہیں۔ فقر و فاقہ سب و شتم، قید و بند، زد و کوب اور جلاوطنی ان میں سے وہ کون آزمائش ہے جس میں یہ اللہ کے بندے پورے نہیں اترے؟ مگر قرآن مجید نے انھیں کو مخاطب فرما کر کہا ہے کہ اگر منزل مقصود تک پہونچنا ہے تو ان چاروں چیزوں کو اختیار کرو۔ جب صحابۂ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جیسے جاں نثارانِ اسلام کو اس آیت میں مخاطبِ اول بنایا گیا تو اب یہ فیصلہ آسان ہے کہ ہمارے لئے ان اصولوں کا لحاظ کس درجہ ضروری ہے۔

اسلام میں زکوٰۃ کا نظم و نسق

اور اس کے اثرات

—۲—

تسنیم الحسن ندوی

زکوٰۃ کی وعیدیں اس میں کوئی شک نہیں کہ زکوٰۃ کی فضیلت میں بے شمار احادیث کتب حدیث میں پائی جاتی ہیں لیکن اسی کے ساتھ ساتھ اُن احادیث کا شمار کرنا بھی محال ہے جن میں تارکین زکوٰۃ پر وعیدیں اور ہلاکت و بربادی کی پیشین گوئیاں ہیں، ذیل میں ہم ان میں سے چند احادیث قرآن شریف کی چند آیتوں کے بعد نقل کریں گے۔

الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقو نھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم ولا یحسبن الذین یبخلون بما آتاھم اللہ من فضلہ ھو خیراً لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیامۃ :۔

پہلی آیت ان لوگوں کو عذاب کی وعید دے رہی ہے جو سونا و چاندی اور دوسرے سامان جمع کر کے رکھتے ہیں لیکن اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اسی طرح دوسری آیت ان کج فہموں سے مخاطب ہے کہ جو یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ نے جو کچھ ہمیں دیا ہے اس کی ذخیرہ اندوزی ہی میں ہماری بھلائی ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس میں شر کا پہلو غالب ہے اور مرنے کے بعد ان کو اسی مال کا طوق پہنایا جائے گا۔

اس قسم کی اور دیگر آیات بھی ہیں جن سے تارکین زکوٰۃ پر جو عذاب ہوگا اس کی شدت اور ہولناکی میں اضافہ ہوگا لیکن اب بجائے آیات قرآن کے احادیث رسول پر ایک غائرانہ نظر ڈالئے اور غور کیجئے کہ تارکین عذاب پر کیسے کیسے عذاب ہوں گے۔

حضرت ابی ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں کے پاس سونے اور چاندی کے ذخیرے ہیں لیکن وہ اس سے زکوٰۃ نہیں نکالتے ہیں تو قیامت کے دن انھیں چاندی اور سونے کی پلیٹیں بنائی جائیں گی جن کو آگ میں گرم کیا جائے گا اور پھر اس سے ان کی پیشانی اور بازو، پیٹھ وغیرہ کو داغا جائے گا اور جب بھی یہ ٹھنڈے ہو جائیں گے تو پھر ان کو گرم کر کے داغا جائے گا یہ کام برابر ایک دن تک ہوتا رہے گا اور یہ ایک دن۔ دس ہزار سال کے برابر ہوگا یہاں تک کہ ان کے اعمال کے مطابق فیصلہ صادر ہوگا تو وہ جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں۔ ص ۱۵۸۔ (الترغیب والترہیب)

ان تمام عذاب اور تکالیف کے علاوہ جو تارکین زکوٰۃ کو یوم محشر میں دی جائیں گی۔ ان پر اس دنیا میں بھی انواع و اقسام کے مصائب آتے رہیں گے اس کی طرف اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے ایک ایسی حدیث سنی جو میں نے حضورؐ سے نہیں سنی تھی در آں حالیکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکثر رہا کرتا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا مال خشکی پر یا سمندر میں تلف و برباد ہو جائے وہ صرف زکوٰۃ کی عدم ادائیگی کا نتیجہ ہے۔

اگر اس حدیث پر یقین و اعتماد نہ ہو تو آج کل کی سرقہ کی وارداتوں۔ ڈاکہ زنیوں اور اس قسم کی دوسری صورتوں کا طائرانہ جائزہ لے لیجئے تو آپ کو اس میں زکوٰۃ کی عدم ادائیگی کا پہلو واضح اور نمایاں نظر آئے گا، یہ ایک حقیقت ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی وہ کبھی ہلاک و برباد نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کے مصارف غیر مفید اور غیر نفع بخش ہوں گے۔

یہ تو صرف چند احادیث ہیں جس میں تارکین زکوٰۃ پر وعیدیں مذکور ہیں۔ اس کے علاوہ احادیث کا ایک ذخیرہ ہے جس میں تارکین زکوٰۃ پر انواع و اقسام کے عذاب کی تفصیلات ہیں جن کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود ادائیگی زکوٰۃ میں کوتاہی اور سستی کیوں؟ کیا ہم کو یہ پسند ہے کہ ہم قیامت کے دن انواع و اقسام کے عذاب میں مبتلا ہوں، اور دوسروں کے طعنے سن رہے ہوں؟ ظاہر ہے کہ کسی بھی مسلمان کا ضمیر اس کے لئے قطعاً تیار نہ ہوگا لیکن پھر یہ بے اتفاقی کیا معنی رکھتی ہے؟ اس لئے اب ہمیں اس کی طرف توجہ دینی ہے اور اگر ہم نے اس سے غفلت برتی تو پھر اپنے انجام کے لئے ہم کو تیار ہو جانا چاہئے، جس کے ادنیٰ کا بھی ہم تصور نہیں کر سکتے۔ عفانا اللہ منہ۔

ناظرین کی آسانی کے لئے ذیل میں مختصراً زکوٰۃ کے مسائل و احکام درج کئے جاتے ہیں:۔

مسائل :۔ اسلام کے پانچ ارکان میں زکوٰۃ تیسرا رکن ہے جو ہر عاقل اور بالغ مسلمان پر فرض ہے لیکن زکوٰۃ دینے کے لئے مالک نصاب ہونا شرط ہے

چونکہ اشیاء کے نصاب جدا جدا ہیں اس لئے ہم سب کو الگ الگ بیان کرتے ہیں۔

سونے چاندی کی زکوٰۃ سونا کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے اور چاندی کا ساڑھے باون تولہ، اس میں اس کی قید ہے کہ یہ سونا یا چاندی حاجات ضروریہ سے زیادہ ہو اور زیوروں کا وزن (جس کو عورتیں پہنتی ہیں) اتنا ہوتا ہے۔ جتنا اوپر مذکور ہے تو اس کی زکوٰۃ نکالنی ہوگی۔ عدم ادائیگی کی صورت میں قیامت کے دن مواخذہ ہوگا۔ لیکن اس میں چند صورتیں اور ہیں مثلاً کسی شخص کے پاس ۱۰۰ روپے رکھے ہوئے تھے اور درمیان سال میں کچھ روپے اور آ گئے تو اس کو تمام کی زکوٰۃ نکالنا پڑے گا یا اسی طرح کسی کے پاس ۲ سو روپئے ہیں اور درمیان میں ۱۰۰ روپے اگر کسی کے پاس نہ ہوں تو قصہ یہی آتا ہے کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہو اور نہ چاندی ہی نصاب کی مقدار بھر ہے لیکن ان دونوں کو ملانے سے قیمت لگانے کے بعد اگر نصاب زکوٰۃ پورا ہوتا ہے تو پھر زکوٰۃ دینی ہوگی۔

پیداوار کی زکوٰۃ اگر کسی بھی کھیت کی پیداوار کا انحصار بارش کے پانی یا ندی اور دریا کے کنارہ کی ترائی وغیرہ پر ہو تو پھر اس پیداوار کا دسواں حصہ غرباء و مساکین کو دے دینا چاہئے لیکن اگر کھیت رہٹ وغیرہ سے یا نہر کے پانی سے (جس کی قیمت دینا پڑتی ہے) سیراب کیا گیا ہو تو پھر پیداوار کا بیسواں حصہ فقراء وغیرہ کو تقسیم کر دینا چاہئے اگر کھیت ٹہائی پر ہو تو شریکین کو اپنے اپنے حصہ کی زکوٰۃ نکالنا ہوگی۔

یہ بات ملحوظ رکھی جائے کہ گھر کے برتن اور پہننے کے کپڑے اور رہنے کے مکان پر زکوٰۃ نہیں ہے

مستحقین زکوٰۃ زکوٰۃ انھیں لوگوں کو دی جانی چاہئے جو نان و جامہ کے محتاج ہوں ..... یا ان کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ جسکے اوپر زکوٰۃ واجب نہ ہو یا پھر ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے جو گھر کا مالدار ہو لیکن غریب الوطن ہو اور وہاں اس کے پاس سفر خرچ بھی نہ ہو یا کوئی قرض دار ہو تو اس کو دے دی جائے لیکن زکوٰۃ دیتے وقت یہ خیال رکھا جائے کہ مذکورہ حضرات سید خاندان کے نہ ہوں۔ اسی طرح یہ لوگ والدین دادا دادی، نانا نانی وغیرہ نہ ہوں اور نہ ... زکوٰۃ اپنی بیویوں کو دینا درست ہے اور نہ لڑکوں ہی کو، اسی طرح بیوی اپنے خاوند کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی ...... زکوٰۃ کا روپیہ غیر مسلموں کو دینا بھی درست نہیں ——

اسی طرح زکوٰۃ کے روپیہ سے مسجد بنوانا یا کسی وفات پائے ہوئے شخص کی طرف سے قرض دینا جائز نہیں ہے۔

اریٹریا —— ایک مسلمان ملک

سعید الرحمٰن الاعظمی

محل وقوع اریٹریا (ERITREA) افریقہ کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ اس کے شمال اور مغرب میں سوڈان اور جنوب میں حبشہ اور جنوب مشرق میں فرانسیسی صومال کی سرحدیں ملتی ہیں اور مشرق سے اس کو بحر احمر گھیرے ہوئے ہے، اریٹریا کو یمن سے علیحدہ کرنے والی چیز بجز باب مندب کے اور کچھ نہیں ہے جو ۲۰ میل کے رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔

رقبہ اور آبادی اریٹریا کا رقبہ آبادی ایک لاکھ بیس ہزار مربع کیلو میٹر ہے، پوری آبادی کا اندازہ (۲۵۰۰۰۰۰) ہے جس میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً ۷۵ فیصدی ہے۔

ایک تاریخی جھلک اریٹریا ۱۵۵۰ء سے خلافت عثمانیہ کے ماتحت تھا لیکن ۱۸۶۴ء میں خلافت عثمانیہ کی ماتحتی سے نکل کر وہ حکومت خدیویہ کے ماتحت ہو گیا اور ۱۸۸۵ء میں اٹلی نے اس پر قبضہ جما لیا۔ لیکن دوسری عالمگیر جنگ کے بعد وہ مکمل طور پر حکومت برطانیہ کے ہاتھ میں آ گیا اور ۱۹۵۲ء تک وہ اسی کے ماتحتی میں رہا تا آنکہ اقوام متحدہ کی قرارداد بروئے کار آئی جن میں اریٹریا اور انھوپیا کے درمیان ایک فیڈریشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

فیڈریشن نظام اقوام متحدہ کے عام اجلاس میں جب اٹالین نو آبادیات کا مسئلہ پیش ہوا تو اریٹریا کے حصہ میں یہی فیڈریشن تجویز آئی۔ اس تجویز کے سب سے نمایاں دو پہلو تھے۔

(۱) اریٹریا ایک مستقل بالذات وحدت ہوگا جو داخلی طور پر پوری طرح آزاد ہوگا، اور اس کو ہر طرح کے تنفیذی، تقنینی اور قضائی حقوق حاصل ہوں گے۔

(۲) اریٹریا کا ایک جمہوری دستور ہوگا جو ہر طرح کے انسانی حقوق اور عام آزادی کا ضامن ہوگا۔

لیکن اس کے باوجود یہ فیڈریشنی تجویز مسلم اکثریت کے ان مطالبات اور اس کی خواہشات سے میل نہیں کھاتی تھی جو مستقل آزادی پر مصر تھی، بلکہ یہ تجویز بعض سامراجی حکومتوں اور انھوپیا کے درمیان ان خفیہ بھاؤ تاؤ کا نتیجہ تھی جس کی بنیاد پر ان سامراجی حکومتوں کو بحر احمر سے گذرنے اور اس کو استعمال کرنے کا پورا پورا راستہ مل جائے۔ اس سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ یہ تجویز برطانی ادارہ کی اس رپورٹ پر مبنی تھی جو اس وقت اریٹریا میں حکومت کر رہا تھا اور جس کو اس ادارہ کے سیاسی سکریٹری مسٹر ٹریفوڈ نے (جو برطانوی قومیت رکھنے والے یہودی ہیں) تیار کیا تھا۔

فیڈریشن نظام کی خلاف ورزی ابتدا ہی سے انھوپیا کی حکومت نے اس فیڈریشن نظام کی خلاف ورزی شروع کی اور تجویز میں وارد شدہ تمام بنیادی اصولوں کو ختم کر دیا اس لئے کہ دو ایسے نظاموں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا جو دو مختلف نظریوں پر قائم ہوں محال ہے، چنانچہ انھوپیا کا نظام کہنوت اور اریٹریا کا نظام جمہوریت دو ایسے متضاد نظریے کے حامل تھے جو کسی طرح متحد نہیں ہو سکتے تھے۔ اور بالآخر انھوپیا کی حکومت نے تمام سیاسی پارٹیوں کی آزادی سلب کر لی۔ تمام ملکی اخبارات کو بند کر کے اس کے اڈیٹروں کو گرفتار کر لیا۔ تشدد کی یہ ہوا نیچے ہوتے اریٹریا کی سرحدوں تک پہونچی اور انھوپی نظام کو ملک میں رائج کرنے کے مطالبات ابھرنے لگے۔ انھوپی لشکر نے اس کو ہوا دینا شروع کیا اور دہشت پسندی کا بیج پورے ملک میں بونے لگا۔ اور آخر میں نوبت یہاں تک پہونچی کہ حکومت اریٹریا کی مہروں کو کینسل کر کے اس کی جگہ انھوپی حکومت کی مہروں کو چلایا۔ اریٹری پولیس کی وردی ختم کر کے انھوپی پولیس کی وردی رائج کی۔ اریٹری جھنڈے کو ہٹا کر اس کی جگہ انھوپی جھنڈے کو لگایا جس پر "اسد یہوذا" کی صلیب کا نشان بنا ہوا تھا، ان کا دعوی تھا کہ درحقیقت یہی جھنڈا جمہوریت کا صحیح علمبردار ہے۔

عربی زبان کے ساتھ انھوپی حکومت نے عربی زبان کے استعمال کو روکا حالانکہ اریٹریا کے مسلمانوں نے اس کو ملک کے دستور میں سرکاری زبان کی حیثیت دی تھی اور اب جبکہ اریٹریا انھوپیا میں ضم ہو چکا ہے عربی زبان کو دیس نکالا دے دیا گیا اور اس پر یہ الزام لگایا گیا کہ یہ زبان دخیل اور غیر ملکی زبان ہے جس کو اس ملک میں پھلنے پھولنے اور بڑھنے کا حق نہیں حاصل ہے۔

انھوپیا کا رویہ اس طرح جب حکومت انھوپیا نے تدریج فیڈریشن نظام کی خلاف ورزی کی تو اریٹریا کے عوام نے سید محمد عمر قاضی کو نمائندہ منتخب کیا تاکہ وہ اقوام متحدہ میں انھوپی حکومت کی عالمی معاہدہ کے ساتھ صریح عہد شکنی اور فیڈریشن نظام کی خلاف ورزی کی شکایت کریں چنانچہ جب سید محمد عمر قاضی اقوام متحدہ میں یہ مسئلہ پیش کر کے واپس آئے تو حکومت انھوپیا نے ان پر "اسد یہوذا" کی توہین کا الزام لگا کر دس سال قید با مشقت کا فیصلہ کیا۔

اس صریح ظلم کے خلاف اریٹری عوام نے پورے ملک میں مظاہرے کئے جس کا جواب ان کو گولیوں سے ملا اور ان کے کسی احتجاج کی کوئی شنوائی نہیں ہو سکی۔

۱۵ نومبر ۱۹۶۲ء کو حکومت انھوپیا نے انھوپی جمہوریت کے ساتھ اریٹریا کے انضمام کا اعلان کر دیا، جو ان تمام معاہدوں کی صریح خلاف ورزی اور فیڈریشن نظام کی قانون شکنی کے مرادف تھا اور اقوام متحدہ کے تمام دنیا سے آئے ہوئے ممبروں کے اس فیصلے کے خلاف تھا جو انھوں نے اقوام متحدہ کی قرارداد پیش ہونے کے وقت صادر کیا تھا ان کا فیصلہ یہ تھا "فیڈریشن نظام میں کوئی تبدیلی یا اس کو کالعدم قرار دینا بغیر اقوام متحدہ کے عام اجلاس کے نہیں ہو سکتا جو فیڈریشن نظام کا اصل بانی ہے۔"

بقیہ پیام قرآن

۴۔ چوتھا حکم یہ ہے :۔

واتقوا اللہ — اور خدا سے ڈرتے رہو۔

یعنی اصبروا، صابروا اور رابطوا ان میں سے ہر ایک پر تقویٰ کا لحاظ رہے۔ ان چیزوں کا مقصود بھی حصول تقویٰ ہو اور ان چیزوں کے برتنے میں بھی تقوا پیش نظر ہو۔

اچھی سے اچھی تحریک ہو اور بہتر سے بہتر پروگرام ہو اگر اسکے چلانے اور برتنے میں صحیح طریقہ نہیں اختیار کئے جاتے ہیں تو نتائج خراب نکلتے ہیں اس لئے مسلمان کی زندگی وہ انفرادی ہو یا اجتماعی تقویٰ سے رنگین ہو جاتا ہے اس کی ابتدا بھی تقویٰ سے ہو انتہا بھی تقویٰ ہو اور درمیانی منزلیں بھی تقویٰ کیساتھ گزریں یہ وہ مراحل ہیں جنکے طے کرنے کے بعد

(بقیہ ص ۱۴ پر)

تاریخ کے دریچے سے

اسلام میں پہلی نرس

از محمد منصور خاں بھوپالی متعلم دار العلوم ندوۃ العلماءٔ

تاریخ کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلی نرس فاطمہ بنت طارق بن زیاد ہے، اگرچہ اس کا تذکرہ کتابوں میں بہت کم ملتا ہے، صرف اشارات ملتے ہیں۔ اس وقت کے مورخین نے اس معاملہ میں اتنے بخل سے کیوں کام لیا؟ اور اس کو قعر گمنامی میں ڈالنے کی کوشش کیوں کی، اس کے متعلق اتنے زمانہ کے بعد کچھ لکھنا مشکل ہے۔

طارق بن زیاد نے موسیٰ بن نصیر کے قصر شاہی میں پرورش پائی۔ وہاں اس کے ایک لڑکی ہوئی جس کا نام نصیر نے "فاطمہ" رکھا۔ اس نے بھی قصر شاہی میں پرورش پائی موسیٰ بن زیاد نے فاطمہ کو حدیث، قرآن، فقہ، ادب ہر چیز کی تعلیم دلائی۔ یہ بڑی ذہین، چست و چالاک، نڈر اور بہادر لڑکی تھی۔ اس کے استاد عنثم بن عدیؒ فرماتے ہیں: "فاطمہ اخلاقی اعتبار سے بہت بلند و بالا مقام کی حامل تھی، نہایت ہی مسکین نواز، ہنس مکھ اور ہلکا سا سنجیدہ مذاق رکھتی تھی، غیبت سے احتراز کرتی تھی شجاعت اس کا خاص وصف تھا، جوانی سے شب زندہ دار اور اکثر روزے رکھا کرتی تھی اور اس کا نمایاں وصف جود و سخا تھا۔

جب طارق بن زیاد نے اندلس جانے کا ارادہ کیا، تو فاطمہ کے دل میں امنگ پیدا ہوئی اور اس نے اندلس جانے کی خواہش ظاہر کی۔ طارق نے اسے باز رکھنے کی امکان بھر کوشش کی اور کہا کہ میدان جنگ میں تلواریں چلتی ہیں وہاں دعوتیں کی مسندیں نہیں سجائی جاتیں۔ غیر مسلح عورتوں کا وہاں کوئی کام نہیں۔" تو فاطمہ نے جواب دیا کہ: "اے ابا جان، حضور نے عورت کو عزت دی، ورنہ عورت تو مردوں کے ہاتھوں ایک کھلونا تھی، ہم غریب الوطن نہیں ہیں بلکہ حضورؐ کی اُمت میں سے ہیں۔ ہم ان کو حق کی دعوت دیں گے اور اگر وہ اس کی خلاف ورزی کریں گے تو ہم ان سے جنگ کریں گے اس لئے کہ حضور نے بھی اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر جنگ کی۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی قبول فرمالے۔ آپ ہمیں غیر مسلح نہ خیال فرمائیں۔ صبر ہماری تلوار ہے، یقین ہماری کمان ہے تحمل ہمارے تیر ہیں۔ شکر ہماری زرہ ہے۔ توکل ہمارا خود ہے قناعت ہمارے موزے ہیں۔ خدا کا فضل ہماری ڈھال ہے"

طارق بن زیاد نے اپنی بیٹی سے کہا کہ جنگ میں عورتوں کا کوئی کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر جہاد فرض نہیں کیا۔ فاطمہ نے جواب دیا عرض کیا میدان جنگ میں عورتیں بہت کام کرتی ہیں۔ آنحضرت کے غزوات کی تاریخ آپ کی نگاہ میں ہوگی۔ امہات المومنینؓ میدان جنگ میں بہت کام کرتی تھیں۔ شمشیر و سناں سے کھیلنے والے مجاہدین کو پانی پلانا، زخمیوں کی دیکھ بھال کرنا، اللہ کے سپاہیوں کی مدد کرنا بھی ایک اہم فریضہ ہے۔ طارق بن زیاد فاطمہ کے جذبۂ ایمانی سے بہت خوش ہوئے۔ اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ میری بیٹی ضعیف الاعتقاد نہیں ہے، فالحمد للہ علے ذالک۔ جاؤ بیٹی میری طرف سے اجازت ہے۔ اب اپنے باپ موسیٰ ابن نصیر سے پوچھ لو۔

فاطمہ، موسیٰ ابن نصیر کے پاس آئی اور پورا واقعہ کہہ دیا۔ تو موسیٰ نے کہا کہ تم اکیلی کیسے جاؤ گی۔ ایسا کرو کہ تم اپنی کچھ ہم عمر لڑکیوں کو اپنے ساتھ کر لو۔

فاطمہ نے چوبیسؔ لڑکیوں کو جمع کر لیا۔ موسیٰ ابن نصیر نے اپنے طبیب خاص سے ان کو نرسنگ کی تربیت دلائی جب ان کو یہ کام آگیا اور پوری مہارت ہو گئی تو انھوں نے پھر جانے کی اجازت طلب کی موسیٰ نے اجازت دے دی اور کہا کہ بیٹی ایک نصیحت یاد رکھنا۔ خدا حافظ وہی محافظ و نگہبان ہے، "تم اپنے فرائض کو اس طرح بحسن و خوبی انجام دینا کہ آج ہی کی نہیں کل کی بھی دنیا تم سے درس عبرت لے اور یہ جان سکے کہ میدان جنگ کی خون آشام فضاؤں میں مریضوں کی دیکھ بھال اور مرہم پٹی کی راہ بھی اسلام ہی نے نکالی ہے، اور اس کا آغاز عورتوں نے کر کے اپنے تفوق و برتری کو ثابت کر دیا ہے۔"

اس کے بعد فاطمہ اپنے باپ کے ساتھ اندلس کے لئے روانہ ہو گئی۔ ابن خلکانؒ کے بیان کے مطابق مسلمانوں کے لشکر میں سات ہزار بربر اور تین سو عرب تھے۔ اور ہسپانیوں کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔ اسلامی لشکر جبل طارق پر پہونچا اور ظلمت و ضلالت کے اس بت کدہ میں آوازۂ حق بلند کی۔"

ابن خلکانؒ کے بیان کے مطابق ایک لاکھ فوج ان کے مقابلے کے لئے آئی اور گھمسان کی روائی ہوئی۔ اسلامی لشکر کے پاس صرف ایک ایمانی قوت تھی۔ ان کے پاؤں خاک پر تھے لیکن ان کے سر آسمان کی بلندیوں پر تھے انکو اللہ رب العزت پر کامل یقین تھا۔ لزریق مارا گیا۔ پچاس ہزار قوطی قتل کئے گئے اور تیس ہزار قید ہوئے۔ باقی اور بیس ہزار آدمیوں نے بھاگ کر جان بچائی۔ ساز و سامان کا کوئی پوچھنا ہی نہیں ان کی فہرست ہی بنانے میں کئی ماہ لگ گئے تھے۔

اس فتح تک مریضوں کی دیکھ بھال کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا۔ اس جنگ میں بے شمار ساز و سامان ہاتھ لگا تو فاطمہ نے کچھ خیمے، کچھ گدّے، تکئے لیکر باقاعدہ اسپتال قائم کیا۔

یہ ایک فتح ہوئی تھی ابھی سارا ملک باقی تھا، اس کے بعد اسلامی لشکر یکے بعد دیگرے فتح کرتا ہوا۔ طارق کی امارت میں قرمونہ پہونچا اور اس کا محاصرہ کر لیا، تھوڑی دیر بعد اہل شہر باہر نکلے اور گھمسان کی لڑائی ہوئی فاطمہ کا دستہ میدان جنگ میں زخمیوں کو پانی پلاتا اور ان کی دیکھ بھال کرتا۔ فاطمہ میدان جنگ میں پانی پلانے پر مامور تھی وہ ایک ہاتھ سے مشکیزہ بھر رہی تھی اور دوسرے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اچانک ایک زخمی نے پانی طلب کیا فاطمہ پانی پلانے کے لئے جھکی ہی تھی کہ دو شقی القلب قوطیوں نے موقع غنیمت جان کر اس کے ایک نیزہ مارا جو سر کے پار ہو گیا۔ فاطمہ گری ہی تھی کہ طارق ابن زیاد نے اسے دیکھ لیا اور لشکر کو چیرتا ہوا آ پہونچا اور ان دونوں کا کام تمام کیا۔ فاطمہ کو اٹھا کر گلے لگا لیا۔ فاطمہ نے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی فاطمہ کی شہادت کی خبر پورے لشکر میں بجلی کی طرح پھیل گئی لشکر میں اور جوش پیدا ہو گیا۔ مغرب سے پہلے ہی پہلے قرمونہ فتح ہو گیا اور وہاں اسلامی پرچم لہرانے لگا۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

یہ پہلی خاتون تھی جس نے اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر میدان جنگ میں زخمیوں کو پانی پلاتے ہوئے جام شہادت نوش کیا، فاطمہ بنت طارق نے وہ شمع روشن کی ہے جس کی تابانی آج تک نور افشانی کر رہی ہے اور رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔

اہل یورپ، فلارنس نائٹ انگیل کو دنیا کی پہلی نرس قرار دیتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ آج سے گیارہ سو سال پہلے فاطمہ بنت طارق نے نرسنگ کی بنیاد رکھی تھی اور غمخواری و قربانی کی روشن و تابندہ مثال اس وقت دنیا کے سامنے پیش کی تھی جب یورپ کو تہذیب و تمدن کی ہوا بھی نہیں لگی تھی۔

خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

علامہ شبلی نعمانی

علامہ شبلی نعمانی نصاب، کی تبدیلی پر کافی زور دیتے تھے کیونکہ ندوہ کے قیام کے مقاصد اور اغراض تقریباً یہی تھے کہ عربی طریقہ تعلیم اور نصاب تعلیم میں اصلاح ہو، مولانا نے رائج شدہ عربی تعلیم کے نصاب کی کئی خرابیاں بیان کیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) علوم مقصودہ پر توجہ کم دی جاتی ہے اور جو علوم بالواسطہ مقصود ہیں ان پر سارا زور صرف کیا جاتا ہے۔

(۲) منطق و فلسفہ کی کتابیں اس کثرت سے تھیں کہ اصل مقصد ان سے فوت ہو جاتا تھا۔

(۳) فن تفسیر کی کتابوں کا سارا ذخیرہ جلالین اور بیضاوی تھیں۔

(۴) علوم جدیدہ کی کوئی کتاب درس میں داخل نہیں تھی

(۵) انگریزی زبان سے بڑی بے اعتنائی برتی جا رہی تھی۔

علامہ شبلی ندوہ کے طلبا کے لیے ایک نصاب تعلیم تجویز کرنا چاہتے تھے جس سے ان کو علوم جدیدہ تفسیر و حدیث اور عربی ادب پر پورا عبور حاصل ہو سکے۔

نیز مولانا اپنی معتمدی کے زمانے میں ایک عظیم فرض یہ بھی سمجھتے تھے کہ دار العلوم میں ایک ہندی اور سنسکرت کا شعبہ کھول دیا جائے تاکہ طلبہ ان زبانوں کو سیکھ کر آریوں کا مقابلہ کر سکیں۔

مولانا یہ بھی چاہتے تھے کہ ندوہ میں ایسی تعلیم دی جائے کہ یہاں کے فارغ شدہ طلبا، زمانے کے تقاضے کو پورا کر سکیں۔ حالات کا جائزہ لے کر دنیا کے مروجہ کا مقابلہ خوش اسلوبی سے کر سکیں۔ چنانچہ انھوں نے رائج شدہ نصاب پر عمیق نظر ڈالی اور ہندوستان کے مروجہ نصاب، درس نظامی کو بدلنا چاہا اور قدیم یونانی فلسفہ کی کتابیں نکال کر جدید فلسفہ کی کتابیں داخل کرنے کی کوشش کی، ان کی آخری خواہش اور تمنا یہ تھی کہ ندوہ سے ایسے عالم نکلیں جو انگریزی زبان پر حاوی ہوں اور مستشرقین یورپ کے اعتراضات کا جواب دے سکیں اور ان کے ممالک میں جا کر اسلام کا صحیح تصور اور نقطۂ نظر پیش کر سکیں۔

علامہ شبلی ندوہ سے وہ کام لینا چاہتے تھے جو دنیا کی کوئی اسلامی یونیورسٹی نہیں کر رہی تھی۔ مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ علامہ شبلی کا نقطۂ نظر تین زاویے پر گردش کر رہا تھا۔

(۱) نصاب تعلیم کی اصلاح

(۲) اسلام کی اشاعت و حفاظت

(۳) اور سیرت نبوی

مولانا کی خواہش تھی کہ ندوی فضلا علمی و ادبی میدان میں آگے بڑھیں، خطابت اور تقریر میں ملکہ حاصل کریں، سیاست سے متوحش نہ ہوں بلکہ اس سے قوم و ملک کی خدمت کا کام لیں۔

یہی وجہ تھی کہ مولانا انگریزی پر مصر تھے۔ چنانچہ علامہ سید سلیمان ندوی نے ایک مرتبہ دریافت فرمایا کہ آپ انگریزی کو کیوں لازمی قرار دینا چاہتے ہیں۔"

مولانا نے اس کا جو جواب دیا اس کو ذکر کرتے ہوئے مولانا سید سلیمان ندویؒ اپنی کتاب حیات شبلی میں لکھتے ہیں:-

"انھوں نے ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا کہ دیکھ رہے ہو نئی تعلیم کس تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے۔ اسی کے ساتھ عربی زبان کی تعلیم اعلیٰ مسلمان خاندانوں سے مٹتی جا رہی ہے۔ اب نئے تعلیم یافتوں کی مذہبی واقفیت کا مدار انگریزوں کی کتابوں اور اسلامی کتابوں کے ترجمے پر رہ جائے گا۔ اس وقت ہمارے مذہبی علوم کی کیا حالت ہوگی۔ اب بھی دیکھو جب مذہبی تعلیم یافتوں کو قرآن پاک کے سمجھنے کا شوق ہوتا ہے تو وہ اپنی اسی پیاس کو سیل کے انگریزی ترجمے سے بجھاتے ہیں فقہ اسلامی کا مدار "ہدایہ" کے انگریزی ترجمہ پر رہ گیا ہے، کیا یہ کام ہمارے علماء کا نہیں ہے۔"

(حیات شبلی ص ۲۱)

کوائف دار العلوم

از
افتخار حسین فدائی

نیا داخلہ دار العلوم ندوۃ العلماء میں بعد ختم تعطیل رمضان المبارک ۸ر شوال المکرم مطابق ۲۲ر فروری سنہ ۶۳ء سے نئے داخلے شروع ہو گئے ہیں باقاعدہ تعلیم مورخہ ۱۰ر مارچ سنہ ۶۳ء سے شروع ہو جائے گی۔

نصاب جدید سال رواں سے منظور شدہ جدید نصاب تعلیم پر عمل درآمد شروع ہو جائیگا۔ جدید نصاب تعلیم موجودہ شمارے میں تفصیل کیساتھ شائع کیا جا رہا ہے اس سلسلے میں ثانوی درجات کی تعلیم کیلئے عارضی عمارت کی تعمیر ہو رہی ہے مستقل عمارت انشاء اللہ نقشہ جات کی منظوری کے بعد تعمیر ہوگی۔

وظائف ابتدائے شوال میں وظائف کی درخواستوں پر فیصلے ہو چکے ہیں اور منظوری وظائف کی اطلاعیں جاری کی جا چکی ہیں طلبہ کو چاہیئے کہ وہ دار العلوم آتے وقت منظوری کی اطلاع بھی اپنے ہمراہ لائیں جن طلبہ کو منظوری کی اطلاع نہ ملی ہو وہ بغیر تحقیق بامید منظوری دار العلوم کیلئے عازم سفر نہ ہوں۔ اطلاع انھیں پتوں پر دی گئی ہے جنکا اندراج برائے جواب فارم وظیفہ میں کیا گیا ہے۔

ضمنی امتحانات ضمنی امتحانات کی تاریخوں کا اعلان تعلیم شروع ہوتے ہی کر دیا جائیگا طلبا کو چاہیئے کہ وہ ۱۰ر مارچ تک دار العلوم پہونچ جائیں۔

بقیہ نصاب تعلیم

التخصص فی الادب العربی - السنة الثانیة من سنة الشہادة

ہفتہ میں ۳۶ گھنٹہ ہر گھنٹہ ۵۰ منٹ

موضوع	مضامین نصاب	ہفتہ میں گھنٹوں کی تعداد
النثر المطبوع	کتاب البخلاء للجاحظ	۳
النثر الفنی	مقامات الحریری	۳
الشعر الجاہلی	المعلقات السبع ومن شعر النابغة	۳
" العباسی	قصائد ابی تمام والبحتری والمتنبی والمعری	۶
النقد الادبی	(محاضرات)	۳
البلاغة	دلائل الاعجاز واسرار البلاغة	۶
	کتاب الصناعتین والمثل السائر	۶
تاریخ الادب العربی	محاضرات فی تاریخ العہد العباسی والاندلسی والحدیث	۶
فلسفة التاریخ	فصول من مقدمة ابن خلدون (المطالعة والاختبار)	۲م
تاریخ الثقافة	ضحی الاسلام الجزء الاول للدکتور احمد امین (المطالعة والاختبار)	
الملاحظة:	ویقدم الطالب قبل نہایة ہذہ السنة بحثاً علمیاً لا تقل صفحاته عن ستین صفحة وبغیرہ لن یسمع نیل الشہادة۔	

نصاب تعلیم

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بابتہ سنہ ۱۳۸۳ھ ـ سنہ ۱۹۶۴ء

درجہ اول مکتب — سال اول ہفتہ میں ۴۲ گھنٹے ہر گھنٹہ ۵ ۳ منٹ روزانہ ۷ گھنٹے

موضوع	مضامین نصاب	ہر ہفتہ گھنٹوں کی تعداد
دینیات	وضو ونماز کی عملی مشق معہ (اخلاقی کہانیاں (زبانی) استاد کے لئے قصص الانبیاء (از تسنیم صاحبہ)	۶
زبان	اردو زبان کا قاعدہ (انجمن حمایت اسلام (ششماہی اول) اللہ کے رسول (از حکیم شرافت حسین صاحب (" دوم)	۶
تحریر	حروف تہجی کی مشق تختی پر (" اول) خوشخطی تختی پر واملا (" دوم)	۶
حساب	گنتی معہ لکھائی ۱۰۰ تک (" اول) پہاڑہ ۵ تک (" دوم)	۶
ورزش	مناسب کھیل کود، بچوں کی ورزشیں، استاد کی نگرانی میں	۶ / ۴۲

درجہ دوم مکتب — سال دوم ہفتہ میں ۴۲ گھنٹے ہر گھنٹہ ۵ ۳ منٹ روزانہ ۷ گھنٹے

موضوع	مضامین نصاب	ہر ہفتہ گھنٹوں کی تعداد
قرآن مجید	پارہ عم مکمل ناظرہ، از الم ترکیف تا سورہ الناس حفظ	۶
دینیات	اسلام کی تعلیم (از مولانا ڈاکٹر عبدالعلی صاحب مرحوم) اچھی باتیں (از حکیم شرافت حسین صاحب) ۵ منتخب دعائیں یاد کرائی جائیں اور نماز کی تعلیم دی جائے	۶
زبان	اردو کی پہلی کتاب (انجمن حمایت اسلام لاہور) حضرت ابوبکرؓ (از حکیم شرافت حسین صاحب	۶
تحریر	نقل نویسی، خوشخطی (تختی اور کاپی پر) (از اردو کی پہلی کتاب) (ششماہی اول) خوشخطی واملا (اللہ کے رسول سے) ششماہی دوم)	۶
پہاڑہ	پہاڑہ (۲۰ تک) آسان ریاضی حصہ اول	۶
باغبانی	استاد کی نگرانی میں	۶
ورزش	مناسب ورزش وکھیل کود، استاد کی نگرانی میں	۶ / ۴۲

درجہ سوم مکتب — سال سوم ہفتہ میں ۴۲ گھنٹے روزانہ ۷ گھنٹے ہر گھنٹہ ۵ ۳ منٹ

موضوع	مضامین نصاب	ہفتہ میں گھنٹوں کی تعداد
قرآن مجید	(۶) ابتدائی پارے، ناظرہ صحت مخارج کے ساتھ (۲) منتخب دعائیں برائے حفظ	۶
دینیات	اچھی باتیں دوسرا حصہ اور حضرت عمرؓ (از حکیم شرافت حسین صاحب)	۶
اردو	اردو کی دوسری کتاب (انجمن حمایت اسلام لاہور)	۶

درجہ سوم مکتب — سال سوم روزانہ ۷ گھنٹے ہر گھنٹہ ۳۵ منٹ

موضوع	مضامین نصاب	ہفتہ میں گھنٹوں کی تعداد
تحریر	خوشخطی، نقل نویسی اور املا (از اردو کی دوسری کتاب	۶
حساب	آسان ریاضی حصہ دوم	۶
ہندی	ہماری پوتھی (پرائمر)	۶
معلومات	چھوٹے چھوٹے تاریخی واقعات وحفظان صحت وغیرہ	۶
باغبانی	استاد کی نگرانی میں	۶
ورزش	مناسب کھیل کود، استاد کی نگرانی میں	۶ / ۴۲

درجہ چہارم مکتب — سال چہارم ہفتہ میں ۴۲ گھنٹے روزانہ ۷ گھنٹہ ہر گھنٹہ ۵ ۳ منٹ

موضوع	مضامین نصاب	ہر ہفتہ گھنٹوں کی تعداد
قرآن مجید	۱۳ پارے ناظرہ (۸ تا ۲۰) صحت مخارج کے ساتھ	۶
دینیات	اچھی باتیں تیسرا وچوتھا حصہ (از حکیم شرافت حسین صاحب)	۴
اردو	اردو کی تیسری کتاب (از حمایت اسلام لاہور) اخلاقی نظمیں یاد کرائی جائیں	۶
تحریر	املا (اردو کی مقررہ کتاب سے) خوشخطی ونقل نویسی انشائے خطوط نویسی (استاد کے لئے کتاب) شائع کردہ۔ انوار بکڈپو امین آباد لکھنؤ	۴
حساب	آسان ریاضی حصہ سوم	۶
معلومات	جغرافیہ لکھنؤ یا مقامی شہر۔ حفظان صحت، تاریخی و مشہور مقامات، نئی ایجادات	۶
ہندی	ہماری پوتھی حصہ اول	۳
باغبانی	(استاد کی نگرانی میں)	۲
ورزش	کسرت وکھیل کود (استاد کی نگرانی میں)	۳ / ۴۲

درجہ پنجم مکتب — سال پنجم روزانہ ۷ گھنٹے ہر گھنٹہ ۵ ۳ منٹ

موضوع	مضامین نصاب	ہر ہفتہ گھنٹوں کی تعداد
قرآن مجید	(۱۰) پارے ناظرہ (از ۲۰ تا ۳۰) صحت مخارج کے ساتھ (ششماہی اول) اعادہ پورے قرآن کا (ششماہی دوم)	۶
دینیات	تعلیم الاسلام (از مولانا عبدالحی صاحب مرحوم	۳
اردو	اردو کی چوتھی کتاب (انجمن حمایت اسلام لاہور)	۶
تحریر	املا وخوشخطی، انشا وخطوط نویسی (استاد کے لئے کتاب) (شائع کردہ انوار بکڈپو۔ امین آباد لکھنؤ)	۳
معلومات	جغرافیہ ضلع لکھنؤ یا مقامی ضلع وتاریخی واقعات و ایجادات وحفظان صحت وغیرہ	۳
حساب	آسان ریاضی حصہ چہارم	۶
انگریزی	MARTIN NEW STUDY PRIMER	۶
ہندی	ہماری پوتھی حصہ دوم معہ تحریری مشق واملا وغیرہ	۳
باغبانی	استاد کی نگرانی میں	۳
ورزش	استاد کی نگرانی میں	۳ / ۴۲

سال ششم (اعدادیہ (سال اول ثانوی) روزانہ ۶ گھنٹے ہر گھنٹہ ۴۵ منٹ

موضوع	مضامین نصاب	ہر ہفتہ گھنٹوں کی تعداد
قرآن مجید	از والتین تا سورۂ الم ترکیف برائے حفظ	۳
"	تجوید	۳
دینیات	نصیحۃ المسلمین، رحمت عالم (از سید سلیمان ندوی)	۳
اردو	اردو کی چوتھی کتاب (از مولوی اسماعیل میرٹھی) مضمون نویسی	۶
عربی	قصص النبیین اول	
ریاضی	چھٹے درجہ کا حساب (مروجہ کورس کے مطابق)	۶
ہندی	تیسری وچوتھی پوتھی	۳
انگریزی	MARTIN STUDY READER I	۶
معلومات	صوبے کا جغرافیہ وجدید معلومات، مشہور تاریخی واقعات	۳
باغبانی ورزش	ورزش استاد کی نگرانی میں	۳ / ۳۶

سال ہفتم (درجہ اول عربی) روزانہ ۶ گھنٹے ہر گھنٹہ ۴۵ منٹ

موضوع	مضامین نصاب	ہر ہفتہ گھنٹوں کی تعداد
قرآن مجید	حفظ از سورہ بروج تا سورہ والتین وتجوید	۳
دینیات	کتاب تعلیم القرآن (از مولانا محمد ادریس ندوی) شائع کردہ دار المصنفین اعظم گڑھ	۳
عربی زبان	قصص النبیین حصہ دوم۔ المحادثۃ العربیہ (منتخب)	۳
عربی قواعد	تمرین الصرف نصف اول	۳
	تمرین النحو نصف اول	۳
جغرافیہ	طبعی اصطلاحات وایشیا کا جغرافیہ	۳
تاریخ	تاریخ ہندوستان تا ۱۵۲۶ء از آمد شہاب الدین تا بابر	۳
ریاضی	درجہ سات کا حساب مروجہ کورس کے مطابق	۶
معلومات	جنرل سائنس مروجہ کورس کے مطابق	۳
انگریزی	MARTIN STUDY READER II	۶ / ۳۶

سال ہشتم (درجہ دوم عربی) روزانہ ۶ گھنٹے ہر گھنٹہ ۴۵ منٹ

موضوع	مضامین نصاب	ہر ہفتہ گھنٹوں کی تعداد
تجوید	تجوید	۳
عربی زبان	القراءۃ الراشدہ اول۔ وقصص النبیین سوم	۴
قواعد	تمرین الصرف نصف آخر	۳
	تمرین النحو نصف آخر	۳
فارسی	فارسی کی پہلی کتاب (از انجمن حمایت اسلام لاہور و آمدنامہ	۳
جغرافیہ	جغرافیہ یورپ، افریقہ، امریکہ، آسٹریلیا	۳
تاریخ	تاریخ ہندوستان از ۱۵۲۶ء تا ۱۹۴۷ء	۳
ریاضی	آٹھویں درجہ کے مروجہ کورس کے مطابق	۶
معلومات	جنرل سائنس آٹھویں درجہ کے مروجہ کورس کے مطابق	۳
انگریزی	MARTIN STUDY READER III	۶ / ۳۶

سال نہم درجہ سوم عربی روزانہ ۶ گھنٹے ہر گھنٹہ ۴۵ منٹ

موضوع	مضامین نصاب	ہر ہفتہ گھنٹوں کی تعداد
الاخلاق	۵۰ حدیثاً مختاراً من ریاض الصالحین (الحفظ والقراءۃ)	۲
اللغۃ العربیۃ	القراءۃ الراشدہ الجزء الثانی والثالث مع تمرینات عملیۃ	۶
اللغۃ الفارسیۃ	گلزار دبستان (فارسی کی دوسری (نصف)	۳
النحو العربی	کتاب النحو مع تمرینات یومیاً	۶
الصرف العربی	کتاب الصرف مع تمرینات یومیاً	۶
الانشاء	بقیہ الجزء الاول معلم الانشاء	۳
الانجلیزیۃ	READAR IV ٹرانسلیشن وکمپوزیشن ہائی اسکول اسٹیج	۶
معارف عامہ	جنرل سائنس نویں درجہ کے کورس کے مطابق	۲
التاریخ الاسلامی	عہد الرسول علیہ السلام وعہد الراشدین	۲ / ۳۶

سال دہم (درجہ چہارم عربی) روزانہ ۶ گھنٹے ہر گھنٹہ ۴۵ منٹ

موضوع	مضامین نصاب	ہر ہفتہ گھنٹوں کی تعداد
الفقہ	کتاب فی الفقہ مثل نور الایضاح	۶
اللغۃ العربیۃ	منثورات وانتخاب من کتاب آخر ایضاً	۶
الترجمہ والانشاء	معلم الانشاء، الجزء الثانی (نصف)	۲
التاریخ الاسلامی	عہد بنی امیۃ	۲
النحو	ہدایۃ النحو معہ تمرینات یومیاً	۶
الصرف	کتاب مثل شذی العرف مع تمرینات یومیاً البیت	۶
الانجلیزیۃ	ہائی اسکول پروزہاف ہائی اسکول پوئٹری ہاف ٹرانسلیشن اینڈ کمپوزیشن	۶
معارف عامہ	(جنرل ایجوکیشن)	۲ / ۳۶

سال یازدہم (درجہ پنجم عربی) السنۃ الاولیٰ من العالیۃ روزانہ ۶ گھنٹے ہر گھنٹہ ۴۵ منٹ

موضوع	مضامین نصاب	ہر ہفتہ گھنٹوں کی تعداد
تفسیر القرآن الکریم	(سور مختارۃ) یلتزم الاستاذ بحل اللغات والاشارۃ الی حوادث خاصۃ تتعلق بالآیات وشان النزول ویوکد علی ترجمۃ الالفاظ ترجمۃ واضحۃ	۶
الحدیث	ریاض الصالحین ملخصاً	۶
الفقہ	القدوری (ابواب مختارۃ)	۶
الادب العربی	للدرس مختارات الجزء الاول وانتخاب من باب الادب (الحماسۃ) للمطالعۃ ویمتحن فیہ فی آخر السنۃ معلم الانشاء الجزء الثانی النصف	۶
النحو	شرح شذور الذہب الی بحث المجرورات	۶

لہ یمرن الطالب علی جودۃ القراءۃ والاعتناء بقراءۃ الکتاب امام الاستاذ و انہ یمتحن فی ذلک فی آخر السنۃ۔

سال یازدہم (درجہ پنجم عربی) السنة الاولیٰ من العالیة ہفتہ میں ۳٦ گھنٹہ ہر گھنٹہ ۵۰ منٹ

موضوع	مضامین نصاب	ہر ہفتہ گھنٹوں کی تعداد
الانجلیزیہ	ہائی اسکول پروز۔ ہائی اسکول پوئٹری	۴
معارف عامہ	ٹرانسلیشن۔ کمپوزیشن اینڈ ریڈنگ بکس	
معارف عامہ	من تاریخ وجغرافیہ و علوم	۲
التاریخ الاسلامی	عہد بنی العباس الاول الی وفاۃ المتوکل (للمطالعۃ والاختبار	/۳٦

سال دوازدہم درجہ ششم عربی (السنة الثانیة من العالیة روزانہ ٦ گھنٹے ہر گھنٹہ ۵۰ منٹ

موضوع	مضامین نصاب	ہر ہفتہ گھنٹوں کی تعداد
تفسیر القرآن الکریم	ترجمۃ وتفسیر	٦
الحدیث واصول الحدیث	مشکوٰۃ المصابیح الجزء الثانی مع مقدمۃ فی اصول الحدیث	٦
الفقہ	شرح النقایۃ	٦
الادب العربی	للدرس، مختارات الجزء الثانی ثلثاہ ومجموعۃ الشعر الجاہلی والاسلامی؛ للمطالعہ۔ کتاب للدکتور احمد امین ویمتحن الطالب فیہ؛ للانشاء۔ معلم الانشاء والجزء الثالث النصف الاول	٦
النحو	شرح شذور الذہب من بحث المجرورات الی آخر الکتاب	۳
العلوم العقلیہ	محاضرات فی المنطق والفلسفۃ	۳
الانجلیزیہ	انٹر پروز اینڈ پوئٹری فرسٹ ہاف اینڈ ریڈنگ بکس	۴
معارف عامہ	جنرل ایجوکیشن	
التاریخ الاسلامی	من عہد المتوکل الی سقوط بغداد (للمطالعۃ والاختبار)	۲ /۳٦

سال سیزدہم درجہ ہفتم (السنة الثالثة العالیة روزانہ ٦ گھنٹے ہر گھنٹہ ۵۰ منٹ

موضوع	مضامین نصاب	ہر ہفتہ گھنٹوں کی تعداد
التفسیر	تفسیر سورہ مختارۃ العقیدۃ الحسنۃ	٦
الحدیث	مشکوٰۃ المصابیح الجزء الاول	٦
الفقہ	الہدایہ الجزء الاول	
اصول الفقہ	والسراجی معہ تمرینات	
الادب العربی	للدرس مختارات بقیۃ الجزء الثانی وشمائل الترمذی ومختارات من کلام سیدنا حسان؛ للمطالعۃ والاختبار (النبوۃ والانبیاء فی ضوء القرآن و جمال الدین افغانی من کتاب زعماء الاصلاح۔ للانشاء معلم الانشاء الجزء الثالث النصف الاخیر	٦
اصول الفقہ	اصول الشاشی	
البلاغۃ	البلاغۃ الواضحۃ	۳
الانجلیزیہ	انٹر کورس	۳
الجغرافیہ	جغرافیۃ جزیرۃ العرب	
التاریخ الاسلامی	دراسۃ جغرافیۃ العالم الاسلامی منذ سقوط بغداد الی بدایۃ القرن العشرین المیلادی (للمطالعۃ والاختبار	۲

سال چہاردہم۔ درجہ ہشتم (السنة الاخیرة العالیة روزانہ ٦ گھنٹے ہر گھنٹہ ۵۰ منٹ /۳٦
دیکھیے صفحہ ۱۷

التخصص فی الشریعۃ الاسلامیۃ ہفتہ میں ۳٦ گھنٹہ ہر گھنٹہ ۵۰ منٹ

الفضیلۃ السنۃ الاولیٰ

موضوع	نصاب مضامین	ہر ہفتہ گھنٹوں کی تعداد
الحدیث	صحیح مسلم کاملاً	٦
	سنن ابی داؤد	٦
الفقہ	الہدایۃ الجزآن الاخیران	۹
التفسیر	ما القرآن (سور مختارۃ) وبیضاوی سورۃ البقرۃ	۹
الادب العربی	سیرۃ ابن ہشام وقصائد من المتنبی والانشاء	۴
التشریع الاسلامی	تاریخ التشریع الاسلامی (للمطالعۃ والاختبار	
الدعوۃ الاسلامیۃ	رجال الفکر والدعوۃ فی الاسلام (للمطالعۃ والاختبار)	
		/۳٦

التخصص فی الشریعۃ الاسلامیۃ ہفتہ میں ۳٦ گھنٹہ ہر گھنٹہ ۵۰ منٹ

الفضیلۃ السنۃ الثانیۃ

موضوع	نصاب مضامین	ہر ہفتہ گھنٹوں کی تعداد
الحدیث	صحیح البخاری (کاملاً)	۱۲
	حجۃ اللہ البالغۃ	٦
تفسیر	الکشاف (سورۃ آل عمران)	۳
	الاتقان (للسیوطی)	۳
الفقہ	الفقہ فی المذاہب الاربعۃ۔ للاستاذ عبد الوہاب الخلاف	٦
الادب العربی	مختار من ابواب الحماسۃ والنسیب والمراثی	۳
علم السیاسۃ وعلم الاقتصاد	محاضرات فی علم الاقتصاد والسیاسۃ	
الدعوۃ الاسلامیۃ	تاریخ دعوت وعزیمت۔ للاستاذ ابی الحسن الندوی (للمطالعۃ والاختبار)	
التشریع الاسلامی	تدوین حدیث (للاستاذ مناظر احسن گیلانی (للمطالعۃ والاختبار)	

(الملاحظۃ) ویقدم الطالب قبل نہایۃ ہذہ السنۃ بحثاً علمیاً او دینیاً لا یقل من ستین صفحۃ وبغیرہ لن یسعہ نیل الشہادۃ

/۳٦

التخصص فی الأدب العربی ہفتہ میں ۳٦ گھنٹہ ہر گھنٹہ ۵۰ منٹ

السنۃ الأولیٰ

موضوع	مضامین نصاب	ہر ہفتہ گھنٹوں کی تعداد
النثر المرسل	سیرۃ ابن ہشام، روایات الاغانی	٦
النثر الفنی	نہج البلاغۃ۔ مقامات بدیع	٦
الشعر الاسلامی	قصائد حسان بن ثابتؓ والخنساء والحطیئۃ وجریر والفرزدق	۳
الشعر المنتخب	الأدب النسیب من دیوان الحماسۃ	۳
النحو	المفصل	٦
التاریخ	دراسۃ العہود الجاہلی والاسلامی والاموی	٦
البلاغۃ	نہایۃ الایجاز	۳
الانشاء	تحت اشراف الاستاذ	
تاریخ الشخصیات	من وفیات الاعیان لابن خلکان (للمطالعۃ والاختبار)	
تاریخ الثقافۃ	فجر الاسلام للدکتور احمد امین (" ")	
		/۳٦

(بقیہ ص ۱۳ پر)

(محمد الحسنی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے شاہی پریس میں چھپوا کر ندوۃ العلماء دفتر تعمیر حیات لکھنؤ سے شائع کیا۔)

سال چہاردہم درجہ ہشتم بقیہ ص ۱٦

الموضوع		الدروس فی الاسبوع
التفسیر	تفسیر سور مختارۃ الفوز الکبیر	٦
الحدیث	جامع الترمذی وأبواب من صحیح البخاری	۹
	الموطأ للامام مالک	۲
اصول الحدیث	نخبۃ الفکر	۲
الفقہ	الہدایہ الجزء الثانی	۵
اصول الفقہ	المدخل إلی أصول الفقہ	۳
العقیدہ	وشرح الفقہ الاکبر	۳
الادب العربی	کتاب فی النقد و الأدب	۳
الانجلیزیۃ	علی گڑھ یونیورسٹی اینڈ بی اے کورس	۳
معارف عامۃ	جنرل ایجوکیشن	۳٦
المقالۃ	علی الطالب أن یختار موضوعاً علمیاً و یکتب	

علیہ مقالۃ لا تقل عن ٤٠ صفحۃ وعلیہا یترتب نیلہ الشہادۃ

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی چند اردو مطبوعات

مقالاتِ سیرت

مرتبہ:۔ ڈاکٹر محمد آصف قدوائی ایم اے، پی ایچ ڈی

سیرت محمدی کے موضوع پر دنیا کی مختلف زبانوں میں جو لکھا گیا ہے وہ بے شمار مشکل ہے اردو اس باب میں خاص امتیاز رکھتی ہے جسمیں بڑی سے بڑی ضخیم کتابیں لکھی جا چکی ہیں، لیکن ڈاکٹر آصف نے مقالات سیرت کے نام سے یہ کتاب تعلیم یافتہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کیلئے سیرت کے مختلف پہلوؤں پر لکھی ہے۔

کتابت وطباعت دیدہ زیب، سائز ۱۸×۲۲، صفحات ۲۸۰، قیمت مجلد مع گردپوش ۴/۵۰

طوفان سے ساحل تک

مرتبہ:۔ محمد اسد (سابق لیوپولڈ ویس)

ترجمہ:۔ محمد الحسنی (مدیر البعث الاسلامی)

اس کتاب میں مغربی زندگی کے اس طوفان کی تصویر پیش کی گئی ہے جس سے گزر کر محمد اسد صاحب قلبی و روحانی سکون کے ساحل تک پہونچے اور ایمان سے بہرہ یاب ہوئے، اس میں مغربی تہذیب کی مکمل تصویر بھی ہے اور اسلامی معاشرہ کی خصوصیات پر بہت خوبی کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کے مفصل مقدمہ کے ساتھ۔

کتابت، طباعت معیاری، کاغذ اعلیٰ، قیمت:۔ مجلد پانچ روپے

ہندوستانی مسلمان

مرتبہ:۔ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

ہندوستان کی تاریخ میں مسلمانوں کا کردار، ان کے شہرۂ آفاق علمی و تعمیری کارنامے، زندگی و تمدن پر ان کی گہری چھاپ، جنگ آزادی میں قیادت و رہنمائی، اور ان کے موجودہ مسائل ـــ یہ کتاب درحقیقت سینکڑوں کتابوں کا خلاصہ ہے۔

مجلد سہ رنگا گردپوش قیمت ۲/۵۰ عربی ایڈیشن ۲/۵۰ انگریزی ٦/-

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ